The Drinched Book

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222514
UNIVERSAL LIBRARY

رباعیاتِ آزاد

مولوی سید محمد حسین صاحب آزاد مدرس ہائی اسکول (ورنگل)

خاکسار غلام محمد انصاری وفانے اپنے مطبع

تاج پریس میں چھپوایا

دیباچہ

ناظرینِ باتمکین! آپ مجھے شاعر سمجھیں یا نہ سمجھیں آپ کو اختیار ہے۔ نہ مجھے شاعری کا دعویٰ ہے نہ اس کے منوانے پر اصرار۔ البتہ طبع موزوں پر مجھ کو فخر اور ناز ضرور ہے۔ جو مجھے اپنے مرحوم و مغفور پدر بزرگوار مولانا مولوی حاجی سید عبد اللہ حسین صاحب آفر منصبدار و جاگیردار موضع ہیرن کلی تعلقہ و ضلع نظام آباد سے ورثہ میں ملی ہے۔ اسی کے بل بوتہ پر سن شعور سے اب تک بلحاظ ضرورت و وقت جو جی میں آیا کہتا اور سننے والوں کو سناتا رہا۔ مشتے نمونہ از خروارے کچھ نظمیں میری رسالۂ تاج میں آپ کے ملاحظہ سے گذری ہیں۔ اور میرا ایک مسدس موسوم بہ حقوق زوجین سنہ ۱۳۳۳ میں طبع ہو کر قدر دانوں کی قدر دانی کے باعث ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوا اور اب تک اس کی مانگ چلی جا رہی ہے۔ مگر بے زری کے سبب طبع ثانی کی نوبت نہیں آئی۔ بعض خاص خاص احباب اور عزیز شاگردوں کا تقاضہ ہونے لگا کہ میں اپنے تمام ہفوات کو چھپوا دوں۔ چنانچہ میرے ایک خاص عنایت فرما مولوی محمد عبد الشکور صاحب شیدا سابق سب رجسٹرار ورنگل حال پاتھری نے اس قدر ابھارا کہ میں نے اپنے تمام ہفوات کو حسب ذیل عنوانات قائم کر کے لکھ دیا۔

(۱) حمد	(۲) نعت	(۳) چیدہ چیدہ
(۴) مواقع خاص	(۵) تراجم	(۶) راز و نیاز
(۷) نوک جھوک	(۸) شادی خانہ آبادی	(۹) دنیا سازی
(۱۰) آمد و رفت	(۱۱) یادگار روزگار	

نمبر (۵) تراجم کی آخری دو نظمیں ایسی ہیں کہ ان کا ترجمہ اردو نثر میں رسالۂ مخزن بزمانہ علی الترتیب میری نظر سے گذرا۔ میں نے اس کو نظم کا جامہ پہنا دیا۔ اس لئے ان کے بالمقابل انگریزی

نظمیں درج نہیں ہیں۔
مخفی مباد کہ مسدس مذکور بھی نمبر(۸) شادی خانہ آبادی کے عنوان میں شریک کر دیا گیا ہے۔

خدا بڑا مسبب الاسباب ہے ادھر طبع ہفوات کا ارادہ ہوا ادھر کچھ رقم مجھی کو کئی اور خاص خاص عنایت فرماؤں اور عزیز شاگردوں نے جن کا میں بے حد شکر گزار ہوں پیشگی نیت دیکر میرا ہاتھ بٹایا اس طرح خلاف امید و توقع میرے ہفوات طبع ہو کر آپ کے پیش نظر ہیں۔ اگر اس کو دیکھکر کسی کو نیکی کی رغبت اور بدی سے نفرت ہو تو میں سمجھوں گا کہ اس کے طبع کی علت غائی پوری ہوئی اور میری محنت ٹھکانے لگی۔

میں اپنے دوست مولوی غلام محمد صاحب انصاری المتخلص بہ **وفا** مالک تاج پریس کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ انھوں نے اس کے طبع کے اہتمام میں بطور خاص دلچسپی لے کر علم دوستی کا وافی و کافی ثبوت دیا۔

الحمد للہ کہ ان کا تاج پریس اس ریاست حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں ایک خاص امتیاز رکھتا ہے **اللھم زد فزد** فقط مرقوم ۲۷ رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۰ھ

احقر العباد
سید محمد حسین آزاد

عزیز منزل چیلہ پورہ
حیدرآباد دکن

ج

فہرست خیالات آزاد

نمبر سلسلہ	عنوانات	نمبر	نظم	نمبر صفحہ
۱	(۱) حمد	۱	جلّ جلالہٗ	۱
۲ و ۳		۲ و ۳	طالب علموں کی مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات، تبادلہ کی (مقبول شدہ دعا)	۲
۴ و ۵		۴ و ۵	دعائے استسقاء، شکر نعمتہائے تو چنداں کہ نعمتہائے تو	۳
۶	(۲) نعت	۱	شمعِ ہدیٰ	۴
۷ و ۸		۲ و ۳	ترانۂ عید میلاد، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۵
۹		۴	عید میلاد کی مبارک باد	۶
۱۰		۵	عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۷
۱۱		۶	مناجات بحضور جناب باری	۹
۱۲ و ۱۳	(۳) چیدہ چیدہ	۱ و ۲	فیشن کا ہر یہ آڈر کالر میں بل نہ آئے، کیا مال ہے کیا چیز ہے قاروں سے بڑھ گئے؟	۱۰
۱۴ و ۱۵		۳ و ۴	یاروں کے پاس بھی کفنی اور لنگوٹ ہے، کیوں رک گئی روانی شمشیر توپ سے	۱۱
۱۶		۵	کیا قیامت ہے زمانہ نفس پرور ہوگیا	؍؍
۱۷ و ۱۸		۶ و ۷	اس جہاں میں کون ایسا نیک ہے؟ کمانے آئے تھے کیا؟ اور کیا کما کے چلے؟	۱۲
۱۹ و ۲۰		۸ و ۹	چرخ کجرفتار کے دھوکے میں رہ جائینگے کیا؟ کھدر شعار ہوتا کھدر دثار ہوتا	۱۳
۲۱		۱۰	بطرحِ تصدق ہی بولے حضرت شبیر و شبر گا، در مشاعرہ بھونگیر بزمانۂ طاعون	؍؍
۲۲ و ۲۳		۱۱ و ۱۲	بطرحِ مکان آں بتِ عیّار راچوں لامکاں دیدم (فارسی) نانِ جو	۱۵
۲۴ و ۲۵		۱۳ و ۱۴	کچھ بھی نہیں، اُلٹا فیشن	۱۶
۲۶ و ۲۷		۱۵ و ۱۶	انصاف گذشتہ و موجودہ، لیڈیوں کی سفاکی	۱۷
۲۸ و ۲۹		۱۷ و ۱۸	ملازمت میں ترقی کرنے کا گر، یقولون ما لا یفعلون	؍؍

نمبر سلسلہ	عنوانات	نمبر	نظم	صفحہ
۳۰		۱۹	چلو تم ادھر کو جدھر کی ہوا ہو	۱۸
۳۱		۲۰	شراب طہور	۱۹
۳۲		۲۱	فیشن کا سراپا	۲۰
۳۳		۲۲	زبانِ ملکی	۲۲
۳۴ تا ۳۶		۲۳ تا ۲۵	ماہیت عورت، دنیا مصیبت کا گھر ہے، جنگ یورپ میں	۲۳
۳۷ تا ۴۱		۲۶ تا ۳۰	حقیقی شادی، مرنے کیلئے ہوئے ہیں پیدا، اگر جنا برستا نہیں، خانہ بدوش، صنف نازک	۲۴
۴۱ تا ۴۴		۳۱ تا ۳۳	انصاف، خانہ بربادی کے بدلے خانہ آبادی ہوی، نظارہ دنیا (فارسی)	۲۵
۴۵		۳۴	نہ ہر زان زن ست و نہ ہر مرد مرد	۲۶
۴۶		۳۵	ہر گلے را رنگ و بوے دیگرست (فارسی)	۲۷
۴۷	(۴) مواقع خاص	۱	قصیدہ در مدح اعلحضرت نواب میر عثمان علیخاں بہادر بوقت سالگرہ مبارک (فارسی)	۲۸
۴۸		۲	" " "	۲۹
۴۹		۳	خمسہ " "	۳۰
۵۰		۴	فریاد آزاد۔ (بوقت چہل سالہ جوبلی غفران مکان علیہ الرحمہ)	۳۲
۵۱		۵	ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہے (بتقریب عرس شمس عالم در راجور)	۳۳
۵۲ تا ۵۴		۶ تا ۸	عیدی عید شعبان برائے برادرزادی خود۔ دیگر۔ دارالمطالعہ نظام آباد	۳۶
۵۵		۹	صداے گدایان قوم	۳۷
۵۶		۱۰	تاج پوشی کا ترانہ	۳۸
۵۷		۱۱	سرگذشت آرزو	۳۹
۵۸ و ۵۹		۱۲ و ۱۳	اسپ ہلال احمر، شہید بسم دفا	۴۰
۶۰ تا ۶۲		۱۴ تا ۱۶	شکریہ تمغہ خدام کعبہ۔ قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری، دعاے صحت	۴۱

نظم

نمبر سلسلہ	عنوانات	نمبر	نظم	نمبر صفحہ
٦٣ و ٦٤		١٧ و ١٨	بسم اللہ، ہنگولی میں ڈاکٹر گبریل کی عام ہمدردی بوقت انفلوئنزا	٤٣
٦٥ تا ٦٧		١٩ تا ٢١	بڑا مزہ اس ملاپ میں ہے کہ صلح ہو جائے جنگ ہو کر، غم مرگ عم، ہائی سکول ورنگل کا فٹ بال ٹورنمنٹ سنہ ١٣٢٩ فصلی	٤٤
٦٨		٢٢	فٹ بال میاچ بابتہ سنہ ١٣٢٩ فصلی	٤٥
٦٩		٢٣	مسلمانان یا مسلمانان!! مسلمانی یا مسلمانی!!	٤٦
٧٠		٢٤	ہر چہ داری صرف کن در راہِ او	٤٨
٧١		٢٥	فٹ بال ٹورنمنٹ بابتہ سنہ ١٣٣٠ فصلی	٤٩
٧٢		٢٦	درخواست نظر ثانی برائے تقرر خود برا اول مددگاری مدرسہ بھونگیر (فارسی)	٥٠
٧٣		٢٧	سیر اکزبیشن بوقت چہل سالہ جوبلی غفران مکان علیہ الرحمہ	٥١
٧٤ و ٧٥		٢٨ و ٢٩	شکوہ آزاد، فتادگی بردیار رہتا ہے مست (فارسی)	٥٧
٧٦ تا ٧٩		٣٠ تا ٣٣	ایک مس سے ملاقات، حیدرآباد تو آباد رہے، عید مبارک، ثنائے خواجہ	٥٨
٨٠		٣٤	اسپورٹس ہائی سکول ورنگل بابتہ سنہ ١٣٣١ ف	٥٩
٨١	(٥) تراجم	١	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم	٦٠
٨٢		٢	موسم گرما کا آخری گلاب کا پھول	٦٢
٨٣ و ٨٤		٣ و ٤	چھوٹا پودہ وسویرے سونا	٦٤
٨٥		٥	ستارہ	٦٦
٨٦		٦	اندھی پھول بیچنے والی کا گیت	٦٨
٨٧		٧	ترجمہ نظم ٹیگور	٦٩
٨٨ و ٨٩	(٦) رازونیاز	١ و ٢	فراق نامہ بہ محبوب، اشتیاق نامہ بہ بانوئے خود	٧١
٩٠ و ٩١		٣ و ٤	جواب خطِ بانوئے خود، جواب کارڈ مومن علی صاحب بھونگیری	٧٢

نمبر سلسلہ	عنوانات	نمبر	نثر	نمبر صفحہ
۹۲ و ۹۳		۵ و ۶	[illegible] مولوی سید اعظم اللہ حسینی [illegible]	۷۳
۹۴ تا ۹۶	(۷) نوک جھونک	۱ تا ۳	عقارب کا تقارب ، ثالث بالخیر ، داستان رائچور	۷۴
۹۷		۴	بھائی کا جب حال یہ ہے وائے ہے بیگانے پر	۷۵
۹۸ و ۹۹		۵ و ۶	کم ظرفوں کی صورت ، غم شادی	۷۶
۱۰۰		۷	جھوٹا مرشد۔	۷۷
۱۰۱ تا ۱۰۳		۸ تا ۱۰	پانچواں سوار دہلی کا ، اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ، ہنگولی میں چھوٹ	۷۸
۱۰۴ و ۱۰۵		۱۱ و ۱۲	کلب کا کچا چٹھا ، ایک سچا واقعہ	۷۹
۱۰۶		۱۳	سعدی علیہ الرحمہ کی اشرفی	۸۱
۱۰۷		۱۴	بس اب رہنے دیجے مٹھائی تمھاری	؍؍
۱۰۸	(۸) شادی خانہ آبادی	۱	حقوق زوجین	۸۲
۱۰۹		۲	نئی مبارک بادی	۹۱
۱۱۰		۳	بھائی عبدالحکیم کی شادی کا ترانہ	۹۲
۱۱۱		۴	نیچر سہرا	؍؍
۱۱۲		۵	زمزمۂ شادی ملتانی بادشاہ صاحب	۹۳
۱۱۳		۶	ترانۂ شادی مومن علی صاحب	۹۴
۱۱۴		۷	قطعہ بہ تقریب عقد برادر زادی خود	؍؍
۱۱۵		۸	بہ تقریب شادی منشی ضیاء اللہ خاں صاحب برادر نسبتی خود	۹۵
۱۱۶		۹	شادی عزیزم مولوی قاضی زین العابدین صاحب مولفین منصف فرزند برادرم مولوی قاضی بدرالدین حسین صاحب وکیل پربھنی۔	۹۶
۱۱۷		۱۰	مبارک بادشادی مولوی نوراللہ حسینی صاحب (فارسی)۔	۹۷

نمبر سلسلہ	عنوانات	نمبر	نظم	نمبر صفحہ
۱۱۸		۱۱	نغمۂ شادی منشی غلام جیلانی صاحب (فارسی)	۹۷
۱۱۹		۱۲	قند مکرر سہرا	۹۸
۱۲۰	(۹) دنیاسازی	۱	قصیدہ بوقت واپسی از نارمل سکول بلدہ	״
۱۲۱		۲	قصیدہ در تعریف مولوی عبدالحق صاحب صدر مہتمم تعلیمات صوبۂ میدک و مشیر تعلیمات	۹۹
۱۲۲		۳	قصیدہ در تہنیت سرفرازی عہدۂ جلیلہ معین المہامی امور مذہبی حضرت مولنا انوار اللہ خان بہادر	۱۰۰
۱۲۳		۴	قصیدہ در مدح ناظم صاحب تعلیمات صدر مہتمم صاحب تعلیمات صوبہ و صاحب و تعلقدار صاحب ضلع رائچور	۱۰۱
۱۲۴	(۱۰) آمد و رفت	۱	قصیدہ در خیر مقدم اعلیحضرت بندگانعالی نواب میر عثمان علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ در صوبۂ ورنگل	۱۰۲
۱۲۵		۲	رائچور میں آغا کی آمد	۱۰۴
۱۲۶		۳	مسٹر راگھویندر راؤ ہیڈ ماسٹر مدرسۂ ہنگولی کی خوش آمدید	״
۱۲۷		۴	رمضان شریف کا استقبال	۱۰۵
۱۲۸		۵	رخصتی مولوی عبدالعلی صاحب ہیڈ کوارٹر انسپکٹر پولیس و میر مجلس یونین کلب نظام آباد	״
۱۲۹		۶	الوداع یعنی رخصتی خود از نظام آباد	۱۰۶
۱۳۰		۷	قطعہ روانگی مولوی علی مرتضیٰ خانصاحب برخدمت تحصیلداری	۱۰۷
۱۳۱		۸	قطعہ الوداعی مسٹر ٹی سرینواس چاری مہتمم ضلع ورنگل	״
۱۳۲		۹	قطعہ رخصتی ٹی سی پانڈیا صاحب حسب فرمائش مولوی عبدالوہاب صاحب	۱۰۸
۱۳۳		۱۰	قطعہ رخصتی خود بوقت تبادلہ از مشواڑہ بہ کریم نگر	۱۰۹
۱۳۴		۱۱	قطعہ الوداعی مولوی عبدالعزیز صاحب سررشتہ دار محصولخانہ ورنگل جو اپنی اصلی خدمت پیشی پر واپس آرہے	״
۱۳۵		۱۲	قطعہ الوداعی مسٹر راجنا ڈاکٹر دواخانہ مکتھل	۱۱۰
۱۳۶		۱۳	قطعہ الوداعی محمد عبدالرحمن خاں صاحب منتظم پولیس مکتھل	״
۱۳۷		۱۴	قطعہ الوداعی مولوی عزیز اللہ شریف صاحب پسر دیرینہ و قمرالدین صاحب فوردار منشی آبیاری مکتھل	۱۱۱

نمبر صفحہ	نظم	نمبر	عنوانات	نمبر سلسلہ
۱۱۲	قطعہ رخصتی سعادت علی خاں صاحب منتظم پولس ہنگولی	۱۵		۱۳۸
//	مثلث الوداعی مولوی فصیح الدین صاحب کورٹ انسپکٹر ہنگولی	۱۶		۱۳۹
۱۱۳	رضوی صاحب سپروائزر تعمیرات ہنگولی کا تبادل	۱۷		۱۴۰
//	قطعہ الوداعی جناب [illegible] صاحب تحصیلدار و منظور احمد خاں صاحب منتظم ہنگولی	۱۸		۱۴۱
۱۱۴	قطعہ الوداعی مولوی کلیم اللہ خاں صاحب رشتہ دار مصنفی ہنگولی	۱۹		۱۴۲
۱۱۵	الفراق یعنی رخصتی خود از دوستان رائچور	۲۰		۱۴۳
۱۱۶	پھر کیا ہے ؟	۲۱		۱۴۴
//	قطعہ تاریخ جنتری مرتبہ انجمن اتحاد بابتہ سنہ ۱۳۲۲ ف	۱	(۱۱) یادگار	۱۴۵
۱۱۷	قطعہ تاریخ تولد فرزند برادرم مولوی ابوالرشد رشید الدین صاحب	۲		۱۴۶
//	قطعہ تاریخ تولد فرزند برادرم مولوی عبدالرشید صاحب وکیل نظام آباد	۳		۱۴۷
//	قطعہ تاریخ ملازمت خود	۴		۱۴۸
۱۱۸	قطعہ تاریخ تولد دختر مولوی نذیر علی صاحب	۵		۱۴۹
//	قطعہ تاریخ تولد دختر زن برادر	۶		۱۵۰
//	قطعہ تاریخ شادی مولوی فصیح الدین صاحب	۷		۱۵۱
۱۱۹	قطعہ تاریخ شادی مولوی نور اللہ حسینی صاحب داماد حکیم الطاف حسین صاحب	۸		۱۵۲
//	قطعہ تاریخ خریدی مکان برادر اکبر مولوی سید اعظم اللہ حسینی صاحب اطہر	۹		۱۵۳
//	قطعہ تاریخ تولد پسر دوم مولوی سید ابراہیم صاحب	۱۰		۱۵۴
۱۲۰	قطعہ تاریخ کامیابی برادرم مولوی رشید الدین صاحب در وکالت درجہ سوم	۱۱		۱۵۵
//	قطعہ تاریخ پیدائش فرزند عبدالسلام خاں صاحب برادر نسبتی خود	۱۲		۱۵۶
//	قطعہ تاریخ وفات مولوی حافظ عزیز الدین صاحب صدر مدرس مدرسہ منصبداران	۱۳		۱۵۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

(۱) جل جلالہٗ

تو ہے ایک ساجھی نہیں ترا تری شان جل جلالہٗ
تری ابتدا ہے نہ انتہا تری شان جل جلالہٗ
نہ جنا ہے تو نہ جنا گیا تری شان جل جلالہٗ
تری ذات پاک ہے اے خدا! تری شان جل جلالہٗ
ترا نام مالک دوسرا تری شان جل جلالہٗ

جسے چاہے کوڑے لگائے تو، جسے چاہے گھوڑے بٹھائے تو
جسے چاہے اسکو رلائے تو، جسے چاہے اسکو ہنسائے تو
جسے چاہے اسکو سلائے تو، جسے چاہے اسکو جگائے تو
جسے چاہے مردہ بنائے تو، جسے چاہے زندہ اٹھائے تو
ترے ہاتھ میں ہے بقا فنا تری شان جل جلالہٗ

کوئی نیک کوئی شریر ہے، کوئی پیر، کوئی صغیر ہے
کوئی رکھتا تاج و سریر ہے، کوئی سب کے پاس حقیر ہے
کوئی رکھتا مال کثیر ہے، کوئی رنج و غم میں اسیر ہے
کوئی شاہ کوئی امیر ہے، کوئی بینوا و فقیر ہے
جسے چاہا جیسا بنا دیا تری شان جل جلالہٗ

تو رحیم ہے، تو غفور ہے، نہیں اس میں کوئی کلام ہے
شجر و حجر فلک و زمین، تری سب پہ رحمت عام ہے
جسے دیکھو ترا غلام ہے، ترا ذکر پاک مدام ہے
کوئی کہتا رب ترا نام ہے، کوئی کہتا ہے کہ تو رام ہے
غرض ایک سب کا ہے مدعا، تری شان جل جلالہٗ

تو رحیم ہے تو کریم ہے ترا حکم دہر میں چار سو
تری دھوم دھام ہے چار سو، ہے ہر اک کو تیری ہی آرزو
ہے صبا کو تیری ہی جستجو، جو ہمیشہ پھرتی ہے کو بکو
ہے ہر اک چمن میں تو رنگ و بو، ہے زباں پہ طوطی کی تو ہی تو
پڑھے کیوں نہ بلبل خوش نوا تری شان جل جلالہٗ

(۲) طالبِ علموں کی مُناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

اے خدا! اے عالم سر و عیاں! ہمکو سکھلا دے علوم دو جہاں
اے خدا! ہمکو سکھا دے دینیات اے خدا! جس سے ہماری ہو نجات
اے خدا! اخلاق میں افضل بنا اے خدا! ہمکو رذیلت سے بچا
اے خدا! اے دو جہاں کے پاک رب! بے ادب کو بھی سکھا علم ادب
اے خدا! سکھلا زبانیں مُلک کی اُردو و تازی و انگلش فارسی
اے خدا! مشکل ہر اک آسان ہو یہ ریاضی روضۂ رضوان ہو
اے خدا! اے خالق ارض و سما! ہمکو تو تاریخ کا ماہر بنا
اے خدائے ہر زمین و آسماں! ہمکو جغرافیہ ہو جائے رواں
اے خدا! اے مالک ہر بحر و برا نقش نقشہ دل پہ ہو نقش حجر
اے خدا! اے خالق! اے پروردگار سائینس کے اسرار کر دے آشکار
اے خدا! خوش رکھ ہمیں ہر حال میں مڈل دلوا کرکٹ و فٹ بال میں
اے خدا! اے علم آموز جہاں! پاس کر لیں ہم بھی اک دن امتحاں
اے خدا! ملک دکن آباد ہو میر عثمان علیخاں شاد ہو
اے خدا! اسکو سدا معمور رکھ اس کا مخزن تا ابد معمور رکھ
اے خدا! منظور ہے تیری خوشی پھر رضا استاد اور ماں باپ کی
اے خدا! ایں عرض طلاب علم از طفیل شہر علم و باب علم
یا الٰہی! زود باشد مستجاب از درت باشند مایاں کامیاب

(۳) تبادلہ کی دعا (جو مقبول ہوئی)

فتادہ ام ز ہمہ دور در کریم نگر کرم نما و بحالِ من اے کریم! نگر

(۴) دُعائے استغفار

اے خدا! اے خالق! اے پروردگار!　　ہم گنہگاروں پہ اس درجہ عتاب
جنگ یورپ کی گرانی تھی گراں　　اُس پہ طرّہ ہو گیا امساک آب
فاقہ کش پہلے ملا ہم کو لقب　　تشنہ لب کا مل رہا ہے اب خطاب
تیری مخلوقات کو پانی بغیر　　ماہیِ بے آب کا ہے اضطراب
کیا نہیں ہے تجھ پہ روشن من وعن؟　　کس قدر حالت ہماری ہے خراب
گرچہ عصیاں ہیں ہمارے بے شمار　　پر کرم تیرا ہے بیحد و حساب
رحمۃ للعالمین کا واسطہ　　اب نہیں تشنہ لبی کی ہم میں تاب
رحم فرما رحم فرما اے کریم!　　حکم دے اب حکم دے اُٹھے سحاب
کردے ہم تردامنوں کو تر بتر　　کثرتِ عصیاں سے جو ہیں آب آب

(۵) شکرِ نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو

اے خدا! بر بندگاں عام ست رحمتہائے تو　　بے شمار و لاتعد بر ماست منتہائے تو
شکرِ نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو

سب سے بڑھکر تو نے ہم پر کسقدر احساں کیا　　تو نے اک ناچیز مشتِ خاک کو انساں کیا
شکرِ نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو

کیا کہیں تو نے ہمیں کیا کیا دیا کیا کیا دیا　　عقل دی ایماں دیا عرفاں دیا رتبہ دیا
شکرِ نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو

تو نے ہمکو دیں بہت سی نعمتیں حد سے فزوں　　شکر تیری نعمتوں کا اے خدا کیونکر کروں؟
شکرِ نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو

نعت

شمعِ ہُدیٰ (۱)

کیا نور ہے دیکھو صلِّ علیٰ ۔ ہے جسکی ضیا انواروں میں بجلی میں آگ میں لو میں بھی اور انکے سوا ہے شراروں میں
ہے روشنی اسکی ہی گویا سورج میں چاند میں تاروں میں وہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز جھلکنے والی تھی دنیا کے سب بازاروں میں

اس دل میں تو جاتا ہے بس جس دل میں کوئی چور نہو اس آنکھ میں تو جاتا ہے سما جو آنکھ یہاں پر کور نہو
گر تو نہو یاں اے رشکِ سلیماں! مار نہو اور مور نہو گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہو
یہ رنگ نہو گلزاروں میں یہ نور نہو سیاروں میں

وہ حبیبِ خدا محبوبِ خدا جو سب سے ہے اعلیٰ اولیٰ کیوں کر نہوں ہم اسپر سے فدا کیونکر نہ پڑھیں کلمہ اُسکا؟
کیا شان ہے اسکی صلِّ علیٰ کیا رتبہ ہے اسکا نام خدا جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

جو چیز نہیں ملتی ہے جہاں وہ چیز وہاں کیونکر دیکھے ہاں پتھر ہی سے لعل ملے دریا ہی سے موتی نکلے
یہ امر مسلم ہے ہرگز ہوتا ہی نہیں ہے خلاف اسکے وہ جنس نہ ایماں جسے لے آئیں دوکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈھے سے ملیگی عاقل کو یہ قرآن کے سیپاروں میں

ہیں چار خلیفے بعد نبی ہر ایک ہے ان میں لاثانی صدیق کوئی، فاردق کوئی، اور کوئی غنی ہے کوئی ولی
ہیں انکے فضائل بے گنتی کیا شان بیاں کروں انکی ہیں کرنیں یا ایک ہی مشعل کی بوبکرؓ و عمرؓ عثماںؓ و علیؓ
ہم مرتبہ ہیں یارانِ نبی کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

(۲) ترانۂ میلاد

ہماری عید آئی ہے اہاہا اہوہوہو — مسرت ساتھ لائی ہے اہاہا اہوہوہو

ہے میلادِ نبی کے عید کا دن آج کیا کہنا — خوشی دل میں سمائی ہے اہاہا اہوہوہو

ہوا وہ بت شکن پیدا بجا توحید کا ڈنکا — بتوں نے منہ کی کھائی ہے اہاہا اہوہوہو

بتوں کو توڑ کر بنیاد ڈالی خانۂ حق کی — بنائے کفر ڈھائی ہے اہاہا اہوہوہو

مٹا ڈالے ہزاروں نقشِ باطل صفحۂ دل سے — خدا کی رہ دکھائی ہے اہاہا اہوہوہو

پئیں گے اب مئے توحید کے بھر بھر کے ہم ساغر — گھٹا رحمت کی چھائی ہے اہاہا اہوہوہو

ترانہ سُن کے اب آزاد کا میلاد کے دن کی — خوشی ہم نے منائی ہے اہاہا اہوہوہو

(۳) عیدِ میلادُ النبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

آج منائیں خوشی ہم پیہم — آج ہمارا دل ہے خرم

آج نہیں ہے نام کو بھی غم — آج درود پڑھیں ہم ہر دم

آئے جہاں میں رسولِ اکرم

صلّی اللہ علیہ وسلّم

دیکھو ماہِ ربیع الاوّل — سارے مہینوں میں ہے افضل

راہ میں اس کی ہم تھے بیکل — پڑ گئی جس سے سب میں ہل چل

آئے جہاں میں رسولِ اکرم

صلّی اللہ علیہ وسلّم

آج کا دن ہے سب سے بڑھ کر — آج کا روز ہے سب سے بہتر

آج کریں ہم مل کر اکثر — شکرِ خدائے خالقِ اکبر

آئے جہاں میں رسول اکرم
صلّی اللہ علیہ وسلّم

عالم تھا اوّل سے کالا بہتا تھا ظلمت کا نالا
گمراہی اس پر تھی دوبالا ہوگیا گویا اس میں اجالا

آئے جہاں میں رسول اکرم
صلّی اللہ علیہ وسلّم

ہم کو یہ میلاد مبارک ہو اسلام آباد مبارک
مسلم ہوں دلشاد مبارک کہتا ہے آزاد مبارک

آئے جہاں میں رسول اکرم
صلّی اللہ علیہ وسلّم

(۴) عید میلاد کی مبارکباد

مسلمانو! مبارک ہو خوشی آج مبارک ہو خوشی و خرمی آج
ہماری عید ہے کتنی بڑی آج کہ کچھ ہستی نہیں ہے عید کی آج

مبارک عید میلادالنبیؐ آج

مسلمانوں میں دیکھو کیا خوشی ہے گل خنداں ہر اک دل کی کلی ہے
دلوں میں ولولے اور گدگدی ہے ہر اک دل میں خوشی اس عید کی ہے

مبارک عید میلادالنبیؐ آج

خوشی کا دور ہے اللہ اکبر خوشی سے خوش ہیں بلکہ خوش سے خوشتر
خوشی کو بھی خوشی ہے آج یکسر خوشی ہم سے گلے ملتی ہے کہکر

"مبارک عید میلادالنبیؐ آج"

مسلمانو! مبارک ہو یہ شادی   کہ ابراہیمؑ نے جس کو دعا دی
کہ روح اللہ تھے جس کے منادی   وہی پیدا ہوئے ہیں آج ہادی
مبارک عید میلاد النبیؐ آج

ہوئے پیدا رسول اللہ احمدؐ   کہ جن کا نام نامی ہے محمدؐ
وہ ذاتِ پاک ہے فخر اب وجد   خوشی انکی ولادت کی ہے بیحد
مبارک عید میلاد النبیؐ آج

نبیؐ کا اسوۂ حسنہ بتاؤ   بتاؤ اور کرکے بھی دکھاؤ
پھر اس کھوئی ہوئی دولت کو پاؤ   خوشی کے ساتھ تم خوشیاں مناؤ
مبارک عید میلاد النبیؐ آج

لبوں پر ہے مبارکباد اپنے   خوشی سے دل ہیں کیا آباد اپنے
نہ تھے ایسے کبھی دل شاد اپنے   نکال اب دل کے ارماں آزاد اپنے
مبارک عید میلاد النبیؐ آج

(۵) عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

آج شاہنشاہ دیں پیدا ہوئے   باعثِ چرخ و زمیں پیدا ہوئے
ہادی حق الیقیں پیدا ہوئے   بانی حبل المتیں پیدا ہوئے
آج ختم المرسلیں پیدا ہوئے
رحمۃ للعالمیں پیدا ہوئے

صبح سے کیوں ہو رہا ہے اہتمام؟   کسکی آمد کی مچی ہے دھوم دھام؟
شاد و خرم آج ہیں سب خاص و عام   ورد ہے ان کو درود اب اور سلام
آج ختم المرسلیں پیدا ہوئے

رحمتہ للعالمیں پیدا ہوے

مسجدوں میں اور مکانوں میں ہے جشن | مدرسوں میں اور دوکانوں میں ہے جشن
میزبانوں میہمانوں میں ہے جشن | الغرض پیروجوانوں میں ہے جشن

آج ختم المرسلیں پیدا ہوے
رحمتہ للعالمین پیدا ہوے

کیا مقدس روز ہے یہ آج کا | غنچۂ دل یک بیک سب کا کھلا
دل سے نکلی جب صدائے واہ وا | وہ زباں پر ہو گئی صلِّ علیٰ

آج ختم المرسلیں پیدا ہوے
رحمتہ للعالمین پیدا ہوے

بھائیو! یہ جلسۂ میلاد ہے | لب پہ ہر اک کے مبارکباد ہے
جس کو دیکھو غم سے وہ آزاد ہے | اس کا دل عیش و طرب سے شاد ہے

آج ختم المرسلین پیدا ہوے
رحمتہ للعالمین پیدا ہوے

(۶) مُناجات بحضورِ محبوبِ باری

کفّار کے پنجے میں خلیفہ جو پھنسا ہے | توحید پہ تثلیث کا پھر زرغہ ہوا ہے
اور اس سے مسلمانوں میں اک حشر بپا ہے | اے خاصۂ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے

اُمت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

اسلام چھپا کفر سے یا چاند گہن سے | اے بھائی مسلمانو! اُٹھو مال سے دھن سے
کوشش کرو اور اسکو بچالو کسی فن سے | جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے

پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے

یورپ کی لڑائی سے تھا ہر ایک پریشاں ‏ اب صلح ہوئی اس سے پریشاں ہیں مسلماں
ہے ان کی پریشانی پریشانی سلطاں ‏ فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہباں!
بیڑہ یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

ہے قہر خدا امتِ مرحوم کے حق میں ‏ ہو رحم شہا! امتِ مرحوم کے حق میں
ہو جائے بھلا امتِ مرحوم کے حق میں ‏ کر حق سے دعا امتِ مرحوم کے حق میں
خطروں میں بہت جس کا جہاز آکے گھرا ہے

جو شہر ہوا تیری عبادت سے مشرف ‏ جو شہر ہوا تیری افادت سے مشرف
جو شہر ہوا تیری سیادت سے مشرف ‏ جو شہر ہوا تیری ولادت سے مشرف
اب تک وہی قبلہ تری امت کا رہا ہے

جس ملک نے پائی تری دولت سے سعادت ‏ جس ملک نے پائی تری حکمت سے سعادت
جس ملک نے پائی تری تربیت سے سعادت ‏ جس ملک نے پائی تری ہجرت سے سعادت
کعبہ سے کشش اس کی ہر اک دل میں سوا ہے

ہم سب کو مقاماتِ مقدس کا ہے کھٹکا ‏ حرمین شریفین کا خادم ہے خلیفہ
اب اس کی خلافت کو مٹانے کو ہیں اعدا ‏ کل دیکھیے پیش آئے غلاموں کو ترے کیا!
اب تک تو ترے نام پہ اک ایک فدا ہے

ہاں لائق تعزیر ہیں افعال ہمارے ‏ اس وجہ سے ہم قعر مذلت میں ہیں سارے
کشتے ہیں مصیبت کے اور آفت کے ہیں مارے ‏ ہم نیک نہیں بد ہیں پھر آخر ہیں تمھارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے

سب ہم کو برا کہتے ہیں اور ہم نے بھی مانا ‏ ہم بد ہیں کہ اکثر کام ہمارا ہے بدی کا
ہے پھر بھی مگر تیرا بھروسہ ہمیں مولا! ‏ جب بد ہیں تو حق اپنا ہے کچھ اور زیادہ
اخبار میں الطالع لی ہم نے سنا ہے

چیدہ چیدہ

(۱) فیشن کا ہے یہ آڈر کالر میں بل نہ آئے

جب کام ہم بُروں کے حسنِ عمل نہ آئے
پھر کیوں پلیگ، بھونچال، اور ٹڈی دل نہ آئے؟

عسرت کا ہے تقاضا دو لو گلے میں پھانسی
فیشن کا ہے یہ آڈر کالر میں بل نہ آئے

ایجاد کا بُرا ہو موٹر نشیں ہے دلبر
تا ساتھ عاشقوں کی بائیسکل نہ آئے

مشرب جدا جدا تھا ہر اک کا اک کنواں تھا
تھا امتیاز ذاتی جب تک کہ نل نہ آئے

یہ شاعری نہیں ہے آزاد کی زٹل ہے
جس کے مقابلے میں کوئی غزل نہ آئے

(۲) کیا مال ہے؟ کیا چیز ہے؟ قاروں مرے آگے

ہے دولتِ دنیائے دنی دوں مرے آگے
کیا مال ہے؟ کیا چیز ہے؟ قاروں مرے آگے

کہتا ہے مرا خامہ یہی حمدِ چند امیں
اک قطرۂ ناچیز ہے جیحوں مرے آگے

اک طرح نہیں حال زمانہ کا جہاں میں
دن رات تماشا ہے دگرگوں مرے آگے

افسانہ ہے افسوں ہے یہ دنیا تو مجھے کیا؟
سب ہیچ ہیں افسانہ و افسوں مرے آگے

تعلیم کی دنیا میں ہوا خوب چلی ہے
اُڑتے ہیں یہاں سینکڑوں بیلوں مرے آگے

گھر بیٹھے ہوئے کیجئے اب بات ہوا پر
نکلی ہے عجب چیز ٹلیفوں مرے آگے

کیا بات ہے انسان کی تصویر کشی کی!
آواز کا فوٹو ہے یہ فونوں مرے آگے

آزاد ہوں اک میں ہی غم فکر جہاں سے
ہر شخص نظر آتا ہے محزوں مرے آگے

(۳) یاروں کے پاس بھی کفنی اور لنگوٹ ہے

پتلون کی ہوس ہے نہ کچھ فکر کوٹ ہے — یاروں کے پاس بھی کفنی اور لنگوٹ ہے
سب چھوڑ چھاڑ کر ہوے عاشق جو اپنے آپ — اغیار کے دلوں پہ بڑی اس کی چوٹ ہے
کہتا ہوں صاف صاف سُناتا ہوں میں کھری — یہ تونے کیا کہا؟ کہ ترے دل میں کھوٹ ہے
اچھا ہوا جو آپ نے سکہ بٹھا دیا — پھر دل کی کیوں نہ قدر کروں؟ یہ تو نوٹ ہے
جو چاہے کرلے کوئی اسے پوچھتا نہیں — ریشِ دراز شیخ نہیں بلکہ اوٹ ہے
اک مشتِ خاک کی ہے ہوا کیا بندھی ہوئی — آبِ رواں پہ چلنے لگا آگ بوٹ ہے
لب تک اب انتظارِ شرابِ طہور کا؟ — آزاد پی پلا کے یہیں لوٹ پوٹ ہے

(۴) کیوں رُک گئی روانیِ شمشیر توپ سے؟

گورا نہ ہوسکیگا کبھی کالا آدمی — وہ اپنے مُنھ کو دھوئے بھی گر روز سوپ سے
مَس کو کرو نہ مَس کہ بلا ہے یہ برق وش — اس کی نگاہ کم نہیں بندوق و توپ سے
ہم سے خطا شعار بھلا کس شمار میں؟ — ہوتے ہیں جب گناہ بشپ اور پوپ سے
بجھتی ہے آگ پانی سے ہم مانتے ہیں پھر — کیوں رُک گئی روانیِ شمشیر توپ سے؟
کچھ دوڑ دھوپ چاہیئے انسان کے لئے — ہوتا نہیں ہے کام کوئی صرف ہوپ سے

(۵) کیا قیامت ہے زمانہ نفس پرور ہو گیا

ظلم بھی اس کا عنایت کے برابر ہوگیا — دل ہمارا صبر کرتے کرتے پتھر ہوگیا
گر کسی نے قوم کی اصلاح پر لکچر دیا — دشمنِ اسلام کہتے ہیں کہ نیچر ہوگیا
فی الحقیقت انجمن اور وعظ کی مجلس ہر ایک — کیا ہوا؟ گر اصطلاحاً وعظ لکچر ہوگیا

انجمن میں اے مسلمانو! ذرا آ کر سنو / پست ہمت کیوں ہوے؟ کیوں حال ابتر ہو گیا؟
قوم کی بہبودگی کے آگئے ساماں نظر / انجمن کا آج کل چرچا جو گھر گھر ہو گیا
عقل ہو تو انجمن کی قدر بھی معلوم ہو / یہ وہ شے ہے جس سے حالِ قوم بہتر ہو گیا
میں نے پایا تجربہ سے انجمن کا یہ اثر / پہلے تھا دشمن جو اس کا دوست آخر ہو گیا
قوم کا تو نام بھولے سے کوئی لیتا نہیں / کیا قیامت ہے زمانہ نفس پرور ہو گیا
چھوڑ کر اپنی پرانی شاعری کو ہائے ہائے / بندۂ بے دام قوم آزاد کیونکر ہو گیا؟

(۶) اِس جہاں میں کون ایسا نیک ہے؟

اے خدا کے بندو چھوڑو تین پانچ / اور کہو دل سے کہ اللہ ایک ہے
لال انگارے ہیں مس گوری کے گال / اس کا کس لینا بڑی مسٹیک ہے
میم کیوں قائل ہوئی تثلیث کی؟ / اس کا سیدھا اور اُلٹا ایک ہے
جو بُرائی کا عوض نیکی سے دے / اس جہاں میں کون ایسا نیک ہے؟
ہم تو اپنی سوکھی روٹی پر ہیں خوش / آپ کو حاصل اگرچہ کیک ہے

(۷) کمانے آئے تھے کیا؟ اور کیا کما کے چلے؟

اگرچہ جھونکے یہاں قحط کی ہوا کے چلے ق مگر جو ابکے چلے ہیں وہ اس بلا کے چلے
کہ سب کے ہوش اُڑے جا رہے ہیں آئے دن / الٰہی کیسے یہاں کام بے غذا کے چلے؟
ہم اس غضب کے مگر فاقہ مست سرکش ہیں / کبھی نہ بھول کے بھی حکم پر خدا کے چلے
ہماری شامت اعمال کے نتیجے ہیں / سروں پہ آرے ہمارے اگر جفا کے چلے
ہمیشہ ہر جگہ رہتا ہے سربلند وہی / خدا کی راہ میں گردن کو جو جھکا کے چلے
یہاں سے کوچ وہاں ایک دن ضروری ہے / ہر ایک آدمی خود کو ذرا بچا کے چلے

ہم ابھی پہلی سی غفلت میں ابھی ہیں بیٹھے
ہماری عمر کو دن رات ہیں گھٹا کے چلے

یہاں وہاں میں یہی فرق ہے بتاؤں کیا؟
وہاں تو جا کے نہ آئے یہاں تو آ کے چلے

یہ کون پوچھے؟ کوئی اپنے آپ سے پوچھے
کمانے آئے تھے کیا؟ اور کیا کما کے چلے؟

(۸) چرخ کجرفتار کے دھوکے میں رہ جائینگے کیا؟

چرخ کجرفتار کے دھوکے میں رہ جائینگے کیا؟
اب بھی سیدھی راہ پر ابھی نہ ہم آئینگے کیا؟

اتباعِ غیر نے تہذیب کا چکما دیا
علم کے بعد اس جہالت سے نہ باز آئینگے کیا؟

خرچ ہو جائیگی آمد پوشش تن میں اگر
قیمتی کپڑے پہن کر غیر کے کھائینگے کیا؟

خاکساری نے کہا کھدر پہن کھدر پہن
بے بہا کپڑوں میں سرکش اب بھی اترائینگے کیا؟

ہم ہیں کھدر کے لئے کھدر ہمارے واسطے
فخر ہے عزت ہے ہم کھو کر اسے پائینگے کیا؟

آج چرخے چل رہے ہیں کل سے بیٹھینگیں کلیں
انقلاباتِ زماں سے وہ نہ گھبرائینگے کیا؟

کس لئے جکڑے ہوئے ہیں سر سے لیکر پاؤں تک
غیر کی بندش میں ہم آزاد کہلائینگے کیا؟

(۹) کھدر شعار ہوتا کھدر دثار ہوتا

ہم میں اگر ذرا بھی قومی شعار ہوتا
کھدر شعار ہوتا کھدر دثار ہوتا

کھدر میں مست رہتے جنت سے کیوں نکلتے؟
تہذیب کا نہ شیطاں سر پر سوار ہوتا

فیشن نے ہمکو ننگا کر کے کیا ہے رسوا
کھدر سے ہمکو حاصل بیشک وقار ہوتا

کھدر گراں نہیں ہے کھدر بہت ہے ارزاں
کھدر اگر پہنتے ہرگز نہ بار ہوتا

(۱۰) برطرح "تصدق ہی کو اے حضرت شبیر و شبر کا" مشاعرہ بھونگیر بزمانہ طالبعلمی

نہ بلبل کا بیاں ہے اور نہ ذکر اہیں گل تر کا
مرے اشعار میں انداز ہے اے یار گھر کا

نہ خواہش وصل کی سر ہے نہ شکوہ ہجر کا لب پر
نہ سودا ہے مرے اس بھولے بھالے دل کو دلبر کا

فقط ہوں قوم کا شیدا اسی کا درد ہے دل میں
تنزل اس کا دل پر کر چکا ہے کام خنجر کا

میں روتا تھا ترقی کو کہ کیسے ہاتھ آئے گی؟
کہ اس نادان کی غفلت نے دیا اک اور بھی چرکا

نہ وہ پہلا زمانہ ہے نہ وہ اول کی باتیں ہیں
بدلتا جا رہا ہے دیکھئے کیا رنگ ہر ہر کا

زمانہ کے چلو نقش قدم پر رات دن دیکھو
تقاضہ ہے زمانہ والوں پر ہر وقت نیچر کا

گئے وہ دن کہ خوشبو کے لئے سب عطر ملتے تھے
کہ استعمال ہے اس وقت پر ہر جا لونڈر کا

کہے جاتے تھے پنڈت مولوی ہندو مسلماں کل
اور اب حاوی ہوا ہے دونوں پر اک لفظ مسٹر کا

کریں کیا؟ گھوڑے گاڑی پر ہمیشہ بیٹھتے آئے
مگر فی الحال ہمکو شوق چرّایا ہے موٹر کا

جسے دیکھو اسے ڈمبلز ہی کرنے کی عادت ہے
نہیں لیتا ہے کوئی پہلواں اب نام مگدر کا

پیا جاتا تھا بدہضمی میں کل تک سونف کا پانی
اب عابد شاپ سے آتا ہے شیشہ سوڈا واٹر کا

جدھر دیکھو اُدھر بجلی کے گولے ہو گئے روشن
پُرانی روشنی میں ہے شمول اس وقت لنتر کا

نہ لو اب دون کی حضرت زمانہ ہے سچائی کا
غلو کو بھی کوئی حد ہے کبوتر ہو گیا پر کا

پُرانی شاعری سے دل ہمارا کیوں نہ اکتائے؟
زمانہ ہے نیا دورہ نہیں اکبر کا بابر کا

ہماری شامتِ اعمال سے ہم مسخ ہو جاتے
خدا کا رحم ہے ہم پر تصدق ہے پیمبر کا

مسلمانو! مسلمانو! خدا کو مُنھ دکھانا ہے
رکھو تم اپنے دل میں خوف ہر دم روزِ محشر کا

بھرو مت پیٹ کا دوزخ کسی کا حق تلف کرکے
نہ سمجھے بھائی کے حق کو بھی بھائی شیرِ مادر کا

کہیں طاعون کہیں ہیضہ کہیں پر جنگ برپا ہے
ہمارا ہے قصور اس میں نہیں شکوہ ہے داور کا

کیا ہے سب نے بائیکاٹ اُسکے ظلمِ بیجا سے
مسلمانو! نہ لو تم مال اب اٹلی کے میکر کا

ہزاروں عورتوں بچوں کو ٹرپولی میں مارا ہے
خدا دنیا میں منھ کالا کرے ایسے ستمگر کا

خدا کے واسطے اب بھی سنبھل جاؤ سنبھل جاؤ
کرو کچھ خیر کے کام اب نہ لو تم نام بھی شر کا

گذشتہ کے برے کاموں سے توبہ کر کے باز آؤ
اور آئندہ کرو ہر وقت ذکر اللہ اکبر کا

قیامت میں قیامت کی تپش ہوگی مرے مولا! ۔ پلا دینا مجھے اس وقت ساغر آبِ کوثر کا
میں اپنی قوم کا بس خاک پا ہوں اور خادم ہوں ۔ اگرچہ نام ہے آزاد اور بیٹا ہوں افسر کا
مری یہ سچی باتیں کڑوی لگتی ہونگی ظاہر میں ۔ مزہ اس میں ہے پوشیدہ مگر باطن میں شکر کا

(۱۱) بطرح "مکان آں بتِ عیار را چوں لامکاں دیدم" در بھونگیر

دلا! در ہرزہ گردی تو من خیلے زیاں دیدم ۔ بکنج خانہ خود در جہاں آرام جاں دیدم
دلا! مرہم بنہ بر زخم دلریشاں اگر مردی ۔ کہ مردانِ خدا را دستگیر بےکساں دیدم
بمعراجِ ترقی رفتہ یاران از سر دانش ۔ مگر افسوس خود را خفتہ در خوابِ گراں دیدم
الا اے قوم ناخواندہ! ترقی کن ترقی کن ۔ کہ حالِ زار عجز تو چو مورِ ناتواں دیدم
بیا اے قوم! یونیورسٹی را خرچ کن ماش ۔ کہ پیشِ تو چو سائل ایستادہ آغا خاں دیدم
چو کردار شما ناگفتہ اولے با فتم یکسر ۔ چہ گویم از شما اکنوں چنیں دیدم چناں دیدم
چہ گو نہ در جہاں مارا بقا حاصل شود اے دل! ۔ مثال آسیا گرداں زمین و آسماں دیدم
غزل گفتی بہ اندازِ نصیحت صاف اے آزاد! ۔ کہ اشعار ترا نے مغلق و نے چیستاں دیدم

(۱۲) نانِ جوار

گیہوں کی روٹی امیروں کو ہی مبارک ہو ۔ فقیر کو تو ہے نعمت جوار کی روٹی
نہ نان پاؤ سے مطلب نہ شیرمال سے کام ۔ ملے جو بھوک میں حضرت! جوار کی روٹی
غریب لوگ اسی کے سہارے جیتے ہیں ۔ ہے اُن کی ثمرۂ محنت جوار کی روٹی
ملے جو دال تو کیا کہنا! ورنہ کیا غم ہے؟ ۔ کہ روکھی دیتی ہے لذت جوار کی روٹی
یہ خستہ ہوتی ہے تو کیک ورنہ بسکٹ ہے ۔ عجیب چیز ہے حضرت! جوار کی روٹی
ہم اُن غریب کسانوں کے کیوں نہوں شاکر؟ ۔ ہے جن کی ثمرۂ محنت جوار کی روٹی

خدا کا شکر کر آزاد رات دن کہ تجھے — اُسی نے کی ہے عنایت جوار کی روٹی

(۱۳) کچھ بھی نہیں

اے دل! اس دنیائے فانی میں یہاں کچھ بھی نہیں — چار دن کی زندگی ہے بعد ازاں کچھ بھی نہیں
جز خدا اے دو جہاں کے این و آں کچھ بھی نہیں — کہہ رہا ہے آسماں یہ سب سماں کچھ بھی نہیں
بیس دوں گا ایک گردش میں جہاں کچھ بھی نہیں

کیا ہوئے دارا سکندر؟ کیا ہوا چنگیز خاں؟ — ہیں کہاں پر آج یہ سارے سلاطینِ جہاں؟
وہ سلیماں، رستم، اسفندار اور نوشیرواں — گونجتے تھے جن کے ڈنکے سے زمین و آسماں
چُپ پڑے ہیں قبر میں اب ہوں ہاں کچھ بھی نہیں

جسم پر جنکے گراں تھا عطر و عنبر ہائے ہائے — نعش پر اُن کی پڑے ہیں خاک پتھر ہائے ہائے
تاج پر لٹکتے تھے جنکے لعل و گوہر ہائے ہائے — خاک پر ٹوٹا پڑا ہے کاسۂ سر ہائے ہائے
دور میں اے جم! ترا جامِ جہاں کچھ بھی نہیں

جب کسی نے پوچھا ان ٹوٹے در و دیوار سے — او کھنڈر! وہ تجھ میں رہنے والے سارے کیا ہوئے؟
غیب سے آواز آئی مر گئے سب مر گئے — تخت والوں کا پتہ دیتے ہیں تختے گور کے
کھوج ملتا ہے یہیں تک بعد ازاں کچھ بھی نہیں

بندۂ ناچیز ہوں گو ہے مرا آزاد نام — قوم کی خدمت ہے میرا کام یارو صبح و شام
شاعری کیسی؟ یہ خدمت ہو مری مقبولِ عام — کس کا اعجازِ تکلم؟ کس کا افسونِ کلام؟
گر نہ ہو الطافِ یزدانی بیاں کچھ بھی نہیں

(۱۴) اُلٹا فیشن

کف اُلٹے آستیں کے پائنچے اُلٹے گلا اُلٹا — کوئی حد بھی ہے فیشن کی؟ زمانہ ہو گیا اُلٹا

(۱۵) انصاف گذشتہ و موجودہ

ایک دن وہ تھا کہ اک بڑھیا کی بیجا بات پر — کرلیا تھا ایک شاہنشاہ نے ٹیڑھا محل
اب نہ وہ ٹیڑھا محل ہے اور نہ شاہنشاہ ہے — لیکن اس کا نام ہے انصاف میں ضرب المثل
ایک دن یہ ہے خدا کے بندے جنہیں لاکھ ہا — ڈھایا جائے خانۂ پاکِ خدائے عز و جل
ایک مسجد ٹوٹنے سے لاکھوں دل ٹوٹیں تو کیا؟ — کان پوری روڈ کی سیدھان میں آئے نہ بل

(۱۶) لیڈیوں کی سفّاکی

کبھی مِس تھی بنی ہے سیم تن اب — عجب ہے یہ ملمع کار لیڈی
دلِ ناداں! نہ بن دیوانہ اسکا — یہ ہے سفاک اور خونخوار لیڈی
تجھے یہ تاکنے نکلی ہے گھر سے — جو آئی ہے سر بازار لیڈی
مٹن کی طرح کھا جائیگی تجھکو — چھری کانٹے سے ہے تیار لیڈی

(۱۷) ملازمت میں ترقی کرنے کا گُر

مری بات بھی ہو گی چبھتی ہوئی — کسی نے کہا سچ ہے الحق مُر
مگر لے ضرور اس میں ہو گی کوئی — نہ ہوگا مرا راگ بے تال و سُر
ہوں سروس میں گر دوسرے سینیر — دماغ اُن کا گو ہو لیاقت سے پُر
سول لسٹ کیسی؟ کہاں کا گریڈ؟ — مرتی بہ یار و مرتبہ بخور

(۱۸) یقولون ما لا یفعلون

ہم نے کہا کہ "چانس ہمیں بھی ملیگا کچھ؟" — اسکیم سنتے ہیں کہ بہت زیر غور ہیں

دل نے کہا طلب یہ تمھاری محال ہے ۔۔۔ خود مطلبی کے آج زمانے میں دور ہیں
شاخِ جہاں سے طائرِ انصاف اُڑ گیا ۔۔۔ اب لوگ زیرِ سایۂ شہبازِ جور ہیں
یوں تو رکھے ہوئے ہیں جلپٹ بک میں سرکولر ۔۔۔ اور ہے عمل خلاف یہ نصفت کے طور ہیں
تم نے ہزار بار سُنی ہوگی یہ مثل ۔۔۔ "کھانے کے دانت اور دکھانے کے اور ہیں"

(۱۹) چلو تم اُدھر کو جدھر کی ہوا ہو (حسب فرمائش جلال رشید بنگلوری)

مسلمانو! سوچو گر عقل صفا ہو ۔۔۔ اور انصاف کو دل میں تھوڑی سی جا ہو
جو باتیں پُرانی ہیں ان پر فدا ہو ۔۔۔ نئی طرز و فیشن سے بالکل خفا ہو
چلو تم ادھر کو جدھر کی ہوا ہو

زمانہ میں تم میں نہیں فرق کوئی ۔۔۔ زمانہ ہے حادث تو حادث ہو تم بھی
زمانہ نے رفتار اپنی بدل دی ۔۔۔ مگر بھیڑیا چال تم نے نہ بدلی
چلو تم ادھر کو جدھر کی ہوا ہو

تم اس بار یا بوریے کو جلاؤ ۔۔۔ کوئی فرنیچر اپنا دیسی منگاؤ
قرینہ سے اپنے مکاں کو سجاؤ ۔۔۔ اور اسلام کی شان و شوکت بڑھاؤ
چلو تم ادھر کو جدھر کی ہوا ہو

ترقی کرو تم تجارت میں اپنی ۔۔۔ اسی سے ترقی ہے عزت میں اپنی
جھکاؤ نہ گردن اطاعت میں اپنی ۔۔۔ پڑے کس لئے ہو جہالت میں اپنی؟
چلو تم ادھر کو جدھر کی ہوا ہو

سبب ہے فلاحت کا سمجھو زراعت ۔۔۔ مرادف ہیں دیکھو زراعت فلاحت
زر اور عین ہیں زرع میں دونوں دولت ۔۔۔ اطاعت گزاری کو تم مار دولت
چلو تم ادھر کو جدھر کی ہوا ہو

پڑھو سائنس اور کچھ علومِ جدیدہ — وہ علم اب تمہارا نہیں کام آتا
معانی و منطق سے اب فائدہ کیا؟ — پڑھو انگلش جس کا چرچا ہے ہر جا
چلو تم ادھر کو جدھر کی ہوا ہو

ہیں برٹش کے کس طرح احسان ہم پر — کہ کھولے ہیں یورپ میں اسکول اکثر
بنو جا کے تم ڈاکٹر یا بیرسٹر — ہر اک انجینیری میں ہو اعلیٰ ٹیچر
چلو تم ادھر کو جدھر کی ہوا ہو

اگر ہو سکے تم سے یورپ کو جاؤ — وہاں سے ہر اک فن کی ڈگری لے آؤ
گورنمنٹ کو اپنی لا کر دکھاؤ — پھر اعلیٰ سے اعلیٰ یہاں عہدے پاؤ
چلو تم ادھر کو جدھر کی ہوا ہو

گورنمنٹ کی تم پہ واجب ہی طاعت — کہیں ان سے ہرگز نہ کرنا بغاوت
کرو دور سر سے غرور اور نخوت — نہیں اک روش پر زمانہ کی حالت
چلو تم ادھر کو جدھر کی ہوا ہو

کرو ملک میں کارخانوں کو جاری — دو کانیں بھی کھولو یہاں بھاری بھاری
ہیں موقوف اجماع پر باتیں ساری — اگر مانتے ہو نصیحت ہماری
چلو تم ادھر کو جدھر کی ہوا ہو

(۲۰) شرابِ طہور

مرے اچھے ساقی! وہ کیا ہے دھری؟ — رنگیلی البیلی!! اس شرارت بھری!!
پرکھ لیتی ہے دم میں کھوٹی کھری — خدا کے لئے تو پلا دے ذری
اچھوتی ابھی ہے مئے احمری
کنواری ہے مینا کی نیلم پری

حرامی ہے مردار وہ بے ادب — کہ جس کا ہے ام الخبائث لقب
یہ کیا بھولی بھالی ہے بنت العنب — چھوئے تک نہیں ہیں اسے تشنہ لب

اچھوتی ابھی ہے مئے احمری
کنواری ہے مینا کی نیلم پری

عجب دلربا ہے شرابِ طہور — لطافت بھری ہے نزاکت میں چور
فقط دیکھنے سے ہے آنکھوں میں نور — پئیں جب تو پیدا ہو دل میں سرور

اچھوتی ابھی ہے مئے احمری
کنواری ہے مینا کی نیلم پری

کبھی چھپکے بیٹھی تھی یہ خاک میں — کبھی دبکے بیٹھی تھی یہ تاک میں
اور اب بند ہے شیشۂ دکاں میں — نہ دھبّہ لگا دامنِ پاک تک

اچھوتی ابھی ہے مئے احمری
کنواری ہے مینا کی نیلم پری

جوانوں پہ پیرِ مغاں رحم کھائے — خدایا اُکھیں اسکول لیج نہ آئے
کہیں کے رہیں گے نہ وہ ہائے ہائے — کہیں شیخ جی سے بیاہی نہ جائے

اچھوتی ابھی ہے مئے احمری
کنواری ہے مینا کی نیلم پری

(۲۱) فیشن کا سراپا

جو دیکھا ہم نے پبلک گارڈن میں — تو تھے مصروف واکنگ ایک مسٹر
سراپا سے عیاں تھی شانِ فیشن — اک اچھی ایوننگ تھی کیاپ سر پر
اتاری اپنی ٹوپی آپ اس نے — کھلے بندوں ہوا جب وہ کھلے سر

نمایاں بال سے البرٹ فیشن بنی تھی مانگ بالکل سر کا سنٹر
بہت عمدہ لگا کر ہیر آئیل جمایا کاسمیٹک سے کر کر
سنوارے برش سے کنگھے سے پہلے کیا بالوں کو محنت سے برابر
لگی ہے آنکھوں پر اسکی اک عینک کیا فیشن نے اندھا اسکو یکسر
کتب بینی سے اسکو کیا سروکار؟ نہیں دیکھا کسی دن نیوز پیپر
مسوں کی دید نے اندھا بنایا نظر بازی کی ہے یہ آڑ بہتر
مسوں کے رخ پہ ہے جالی کا پردہ نظر اس کی وہاں کھاتی تھی چکر
لگایا اس لئے آنکھوں پہ چشمہ پہونچ جائے نظر جالی کے اندر
گھنی موچھیں ہیں وہ بھی دم بریدہ بنی ہیں ڈنک بچھو کی جو مڑکر
سگار اک اس کے منھ میں ہے بڑا سا ولایت سے جو خاص آیا ہے بنکر
دھواں منھ سے نکلتا تھا جو بھق بھق سموکنگ کے مزے لیتا تھا مسٹر
جب اس کا منھ بنا انجن کا نلوا دل اس کا راکھ ہو جائے گا جلکر
کیا ہے خوب ڈاڑھی کا صفایا نہیں ہے نام کو اک بال رخ پر
ضرورت نائی کی اسکو نہیں ہے یہ اپنا باربر ہے آپ اکثر
کیا شیونگ اپنے ہاتھ ہی سے پر انگلش اچھی ہے [illegible]
برائے رفع سوزش بعد شیونگ لگایا جاتا ہے گالوں پہ پوڈر
گرفتارانِ فیشن اپنے ہاتھوں مسوں میں ملتے ہیں ڈاڑھی منڈھا کر
مگر وہ بات کب آتی ہے ابھی؟ یہ کمبخت اور وہ ہے سافٹ لیدر
صراحی دار وہ مسٹر کی گردن وہ ٹائی خوشنما وہ صاف کالر
لگی تھی سیفٹی پن ٹائی میں ایک کہ جس سے ٹائی رہتی ہے برابر
نفیس اک شرٹ وہ پہنے ہوئے تھا اور عمدہ ویسٹ کوٹ [illegible]

نرالی قطع کا تھا کوٹ پتلون
ڈم م ہائل سے جو آیا تھا سلکر

غرض کل سوٹ اسکا بے بہا تھا
ٹکے اسپر نہ تھے گو دُرّ و گوہر

گھڑی کے جیب میں اترا ہوا تھا
بٹن کے کاج سے توڑا لٹک کر

اک اس نے ریشمی دستی رکھی تھی
کسی اک آستیں کے کف کے اندر

شکنجہ تھا وہ گویا کوٹ پتلون
پھنسا مشکل میں بیچارہ پہنکر

کھڑا کر کے اسے کم بخت پتلون
سٹنگ کا پھر نہیں دیتا تھا آڈر

کشاکش میں وہ گیالس کے پھنسا تھا
مجال اسکو نہ تھی بیٹھے وہ اُٹھکر

تھا اس کے پاؤں میں اک ہلت کا بوٹ
نمایاں ہاتھ میں چھوٹا سا ہنٹر

تھا اک ہمراہ کتّا مثل ہمزاد
کہ نام اس نے رکھا تھا جس کا رووَر

چہل قدمی میں تھا اپنی وہ مصروف
باایں انداز و ناز و شوکت و فر

نظر آئیں یکایک اسکو چھ سات
مسانِ سیم ساق و سیم پیکر

ڈرس ان کا تھا بیحد بیوٹی فل
لکنگ ان کی تھی گویا تیز خنجر

مسوں کو اک نظر میں دیدیا دل
بتوں نے کر لیا قبضہ حرم پر

مسوں کی تو میں ہے پابند فیشن
خدا سے تو لگائیگا وہ کیونکر؟

(۲۲) زبانِ ملکی

آج ہم پر یہ کھلا رازِ نہانِ ملکی
وہی ملکی ہے جو جانے گا زبانِ ملکی

قابلِ قدر کبھی ہوگی زبانِ ملکی
تھا نہ ہرگز کبھی یہ وہم و گمانِ ملکی

ملک کے خیر طلب ہیں وہ نہیں گو ملکی
جنکے ہاتھوں میں ہے اسوقت عنانِ ملکی

بس انہوں نے ہی لگا دی ہے بڑی سختی سے
عہدہ داروں کے لئے شرطِ زبانِ ملکی

سچ ہے جو ملکی زباں سے ہے یہاں بے بہرہ
کیسے سُن سکتا ہے وہ شور و فغانِ ملکی؟

گھر کی مرغی تھی جسے دال برابر سمجھے
اب تو معلوم ہوی شوکت وشانِ ملکی
عہدہ داری کی اگر تجھکو ہوس ہے آزاد
سیکھ لے جلد کوئی تو بھی زبانِ ملکی

(۲۳) ماہیت عورت

کسی نے یہ سیکیت سے جا کے پوچھا
کہ عورت ہے کیا چیز؟ مجکو بتا
کہا اس نے یہ سنکر ہے مرد کی
(دوائی نہیں کوئی۔ اس درد کی)
یہ عورت برائی ہے بے انتہا
درندہ ہے یہ ہمسم نوالہ ترا
تمہاری ہی چادر میں ہے شیرنی
ہے کپڑوں میں کالے کے چھپی
یہ ہے جنگ جسمیں نہیں پھر ملاپ
تمہیں رکھکے بیدار سوجاے آپ
یہ رنج و مصیبت ہے بس دائمی
ہلاکت ہے گویا یہ کم عقل کی

(۲۴) (بطرز قاآنی) دُنیا مُصیبت کا گھر

یہ عرصۂ جہاں ہمیشہ مور دِ بلا رہا
کبھی پلیگ تھا یہاں کبھی تو کالرا رہا
کبھی تو جنگ چھڑ گئی کبھی تو مینھ تھما رہا
پھر ان وجوہ سے سماں یہاں پہ قحط کا رہا
کبھی تو مینھ برس کے خوب غرقِ آب ہو گئے
کبھی تو آندھیاں چلیں کبھی تو زلزلہ رہا

جنگ یورپ میں

چل رہی ہے تفنگ یورپ میں
ہے بڑی سخت جنگ یورپ میں
دم بخود ہیں یہ دیکھکر ہے ہے
لیڈیاں شوخ وشنگ یورپ میں
صاف تھا وہ مثالِ آئینہ
لگ گیا کیوں یہ زنگ یورپ میں؟
قتل گہ ہے جو معدن تہذیب
ہو گئی عقل دنگ یورپ میں

یارے عقل ست لنگ یورپ میں ۔ کیا اُسے بھی لگی کوئی گولی؟

(۲۷) حقیقی شادی

ہے شادی آپ کی کرتے ہو صاحب! ۔ تم اول کورٹ شپ آخر ہنی مون
ہمیں غم ہے نہ یہ ہے اور نہ وہ ہے ۔ ہماری حسرتوں کا ہو گیا خون

(۲۸) مرنے کیلئے ہوئے ہیں پیدا

ہم سوت پہ کیوں نہیں ہیں شیدا؟ ۔ مرنے کے لئے ہوئے ہیں پیدا

(۲۹) گرجتا برستا نہیں

ابتک تو کہیں ان سے کوئی کام نہ نکلا ۔ ناکارہ ہے اسپیچ تو بیکار ہے لکچر
کام اپنا بس آزاد تو چپ چاپ کئے جا ۔ جو ابر گرجتے ہیں برستے نہیں اکثر

(۳۰) خانہ بدوش

ہم تو سر کار کے ہیں حلقہ بگوش ۔ وہ ذروں کے مثال خانہ بدوش

(۳۱) صیغہ راز

ہم تو کہتے ہیں سدا ڈنکے کی چوٹ ۔ اس ادا پر ہمکو فخر اور ناز ہے
ظلم چھپتا ہے چھپائے سے کہیں؟ ۔ ظالموں کا فعل خود غماز ہے
ہوتا ہے در پردہ خون انصاف کا ۔ جس کچہری میں تعصب راز ہے
داں ملازم کو بھی لازم ہے اب ۔ ظلم کو افسر کا سمجھے ناز ہے

افسری معشوقیت کی شان ہے — عاشقی ماتحتی کا انداز ہے

(۳۲) انصاف

منصفو! منصفو! قصور معاف — صاف گو جو ہیں وہ کہیں گے صاف
جونیر ہو رہے ہیں سینیر — کیا اسی کا ہے نام اب انصاف؟

(۳۳) خانہ بربادی کے بدلے خانہ آبادی ہوئی

جورو مرنے سے جو خانصاحب کی پھر شادی ہوئی — خانہ بربادی کے بدلے خانہ آبادی ہوئی

(۳۴) نظارۂ دنیا

صبح را جامہ دریدہ بسحر می بینم — شام را نیز پراز خوف و خطر می بینم
روز و شب کارِ جہاں زیر و زبر می بینم — ایں چہ شوریست کہ در دورِ قمر می بینم
ہمہ آفاق پراز فتنہ و شر می بینم

در ازل ہر چہ نوشت ست بقسمت قسام — میرسد بے طلب آں وقت چو آید بے دام
ایں خیال ست و محال ست و جنون ست مدام — ہر کسے روزِ بہی می طلبد از ایام
مشکل این ست کہ ہر روز بتر می بینم

طوطیاں را انگلستانِ جہاں پابند ست — زاغ از قیدِ قفس گشتہ فراغت مند ست
ایں زماں شد ہمہ صادق چہ کلام و پند ست — ابلہاں را ہمہ شربت ز گلاب و قند ست
قوت دانا ہمہ از خونِ جگر می بینم

بے ہنر یافتہ در کنج نہاں گنج رواں — با ہنر روز و شب از فاقہ کشادہ است دہاں
کارِ دنیا شدہ برعکس عیاں را چہ بیاں؟ — اسپِ تازی شدہ مجروح بزیرِ پالاں

طوقِ زرّیں ہمہ در گردنِ خر می بینم

ایں زماں ہر کہ نہ میراث بدیگر دارد
پسراں را ہمہ یک جان و دو پیکر دارد
چوں پدر خانہ و جاگیر و در و زر دارد
ہیچ رحمے نہ برادر ز برادر دارد

ہیچ شفقت نہ پدر را بہ پسر می بینم

حیف صد حیف مخالف شدہ یک با دگر
دشمناں ست بہم گرچہ زن ست و شوہر
می کنند ظلم با ولادِ برادر اودر
دختراں را ہمہ جنگ ست و جدل با مادر

پسراں را ہمہ بدخواہِ پدر می بینم

یاد داریم ہمین نکتہ ز اربابِ سخن
تا مجال ست دریں گنبدِ مینائی کہن
بر کن آزاد صفت شاخِ بدی را از بن
پندِ حافظ بشنو خواجہ برو نیکی کن

زاں کہ ایں پند بہ از درّ و گہر می بینم

(۳۵) نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد

کوئی سُرخ ہے اور کوئی ہے زرد
کوئی گرم ہے اور کوئی ہے سرد
کوئی صاف دل ہے کسی دل میں گرد
کوئی اس میں طاق اور کوئی اس میں فرد

نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکساں نکرد

دغا باز کوئی کوئی پاکباز
کوئی راستباز اور کوئی جعلساز
کوئی ہے نمازی کوئی بے نماز
کسی میں قناعت کسی میں ہے آز

نہ ہر زن زن ست نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکساں نکرد

کوئی جھوٹا ہے اور سچا کوئی
کوئی ہے بُرا اور اچھا کوئی

کوئی موٹا ہے اور دُبلا کوئی — کوئی ہے کھرا اور کھوٹا کوئی

نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکساں نکرد

کوئی بیوفا ہے کوئی باوفا — کوئی بے حیا ہے کوئی باحیا
کوئی بے خطا ہے کوئی باخطا — کوئی دہریہ ہے کوئی باخدا

نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکساں نکرد

کوئی ہے فقیر اور کوئی امیر — کوئی ہے صغیر اور کوئی کبیر
کوئی نیک ہے اور کوئی شریر — کوئی ہے جواں اور کوئی ہے پیر

نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکساں نکرد

کوئی جاگتا اور سوتا کوئی — کوئی ہنستا ہے اور روتا کوئی
کماتا کوئی اور کھوتا کوئی — ہے دادا کوئی اور پوتا کوئی

نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکساں نکرد

(۳۶) ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

گفت بی اے من سمند مغز بم — مولوی فاضل بہ نزدِ من خر ست
مولوی فاضل بگفت از من مگر — منشی فاضل در لیاقت کمتر ست
منشی فاضل گفت من کمتر نیم — ہر گلے را رنگ و بوے دیگر ست

موقع خاص

(۱) قصیدہ در مدح اعلیحضرت نواب میر عثمان علی خان بہادر خلد اللہ ملکہٗ بوقت سالگرہ مبارک

خوشا وقت و خرم روزگار این دور عثمانی
که ناز د بر سپہر حضرت عثمان جہانبانی

چہ غم از گرمی خورشید عسرت تشنہ کاماں را؟
چو پرتو افگند بر فرق عالم ظل سبحانی

بحمد اللہ کہ ہست امروز جشن روز مولودش
بہی خواہان ملکش را مسرت گشت ارزانی

بہر جا محفل عیش و طرب آراستہ گشتہ
بگوئی از دکن ناپید شد نام پریشانی

سرور عیش امروز از نشاط عید افزون ست
ز فرط عیش در گلشن کند بلبل غزلخوانی

بہ پیش جود او قلزم سراپا آب از خجلت
ز عقل دوربینش عقل اول محو حیرانی

زہے عثمان کہ عالم شد غنی از دست فیاضش
زہے سلطاں کہ دارد ناز بر خود ذات سلطانی

دکن از ذات پاکش ملجا و ماوائے یک عالم
در آید در درش ہندی و ایرانی و تورانی

بعدل محکم او ذرہ ذرہ زیر فرمانش
نیاید رود موسی را بدورش ہیچ طغیانی

بہ تعلیمات و پولس کرد بس اسکیمہا جاری
ز قرطاس دکن شد محو حرف ظلم و نادانی

شدہ در مال ہم اسکیم جاری از کرمہائش
رعایا تا اماں یابد ز آفات گرانجانی

دوام ابر درش نصرت کمر بستہ پئے خدمت
بخوان نعمتش ہر دم کند دولت مگس رانی

بقلبش صدق صدیقی بحکمش عدل فاروقی
بجسمش طاقت حیدر، باسمش حرف عثمانی

تعالی اللہ چہ دور راحت افزا ہست عالم را
رعیت شاد ملک آباد زیر ظل سبحانی

چو محی الملتہ والدین خطاب شاہ عثمان شد
مبارکباد می گوید مسلماں را مسلمانی

بطفلش تا طفیت باد او با آل و اولادش — ہمیشہ طفل ایزد باد زیر ظل سبحانی

خدایا ہم درین عالم ہمی خواہان ملکش را — شود حاصل سرور فرح بخش باغ رضوانی

دریں بازار عالم تا بماند گرم بازاری — بود ارزاں برائے دشمنان او گرانجانی

زمین مدح خاقان دکن آزاد دکنی را — سخن سنجان عالی فہم می گویند خاقانی

(۲) قصیدہ در مدح اعلحضرت نواب میر عثمان علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ بتقریب سالگرہ مبارک

پریشانی ہے بیحد آجکل ہر ایک انساں کو — یہ موجودہ گرانی نے بڑھایا سختی جاں کو

وہ موجودہ گرانی جو گراں ہے ہر کہ و مہ پر — بہت اس نے گراں اب کر دیا ہے ساز و ساماں کو

وہ موجودہ گرانی جس میں مہنگا ہو گیا کپڑا — کہ دوبھر ہو گیا ہے ڈھانپنا بھی جسم عریاں کو

وہ موجودہ گرانی جس میں ہے امساک باراں بھی — ترستے رہ گئے سب قطرہائے آب باراں کو

وہ موجودہ گرانی جس میں عاجز آ کے فاقہ سے — ترستے پھرتے ہیں لاکھوں دم آب و لب ناں کو

وہ موجودہ گرانی جس میں آیا انفلوئنزا — کبھی طاعون و ہیضہ قطع کرتے رشتۂ جاں کو

وہ موجودہ گرانی جس نے برسوں سے رلایا ہے — نہیں دی ہائے دم بھر کی بھی فرصت چشم گریاں کو

وہ موجودہ گرانی ہے کہ جس کے پیچ میں آ کر — بھلایا عاشقوں نے ہر خیال زلف پیچاں کو

وہ موجودہ گرانی ہے کہ معشوقوں کی معشوقی — رفو چکر ہوئی اب کون جائے کوئے جاناں کو

وہ موجودہ گرانی جس میں دیکھیں صورتیں رونی — بہت دن سے نہیں دیکھا کسی نے روئے خنداں کو

وہ موجودہ گرانی جس میں واعظ بیچتے پھرتے — نہ لیتا سستے داموں میں بھی کوئی دین و ایماں کو

وہ موجودہ گرانی گرم بازاری ہے اب جسکی — تپش اس سے زیادہ ہو رہی ہے قلب سوزاں کو

وہ موجودہ گرانی جسکی ہیبت سب پہ طاری ہے — بنایا شیر قالیں اس نے ہر شیر نیستاں کو

وہ موجودہ گرانی ہے نظیر اسکی نہیں ملتی — الٹ کر دیکھتے جاؤ اگر اوراق دوراں کو

وہ موجودہ گرانی جس میں خرچ آمد سے دگنا ہے — نہ آیا رحم اس پر بھی مگر گردون گرداں کو

خدا کا شکر ہے دیکھو خدا کا شکر ہے دیکھو — کہ آیا رحم آخر میر عثمانِ علیخاں کو
غریبوں کے لئے منظور یاں لاکھوں کی دے ڈالیں — کہ بھر لیں گوہرِ مقصود سے اپنے وہ داماں کو
ملازم پیشہ خواہاں ہیں کہ چپکی داد ملجائے — نہیں کہتے ہیں وہ سرکار سے حالِ پریشاں کو
اگرچہ ان کی حالت سب سے بدتر ہے مگر پھر بھی — الونسِ جنگ نے پونچھا ہے کچھ کچھ چشمِ گریاں کو
عجب کیا ہے کہ ہو جائے کرم کی اک نظر اُن پہ — تو بیڑا پار ہے دیکھے نہ کوئی موجِ طوفاں کو
لکھو آزاد مدحِ شاہ آصف میں وہ تم مطلع — کہ جس سے شرم دامن گیر ہو خورشیدِ تاباں کو
خدا رکھے سلامت میر عثمان علیخاں کو — کہ ظلِّ حق سمجھتے ہیں ہم ایسے شاہِ دوراں کو
یتیموں اور بیواؤں کی تنخواہیں ہوئیں جاری — مبارک کیوں نہ جانیگا زمانہ دورِ عثماں کو؟
زبانِ حال کہدیتی ہے اس کی حسن و عن حالت — چھپائے لاکھ شہ سے کوئی اپنے رازِ پنہاں کو
وہ اکبر سے بھی اکبر جانتے ہیں شاہِ آصف کو — جو اکبر کی دو آنکھیں کہتے ہیں ہندو مسلماں کو
ہماری قومِ مردہ میں کچھ ایسی روح پھونکی ہے — کہ محیی الملۃ والدین انا شاہِ عثماں کو
ہوا پر آج بھی چلتی ہے موٹر شاہِ آصف کی — اُڑاتی تھی ہوا پہلے اگر تختِ سلیماں کو
رجب کا آج غُرّہ ہے خوشی کا آج غرّہ ہے — دکن کی سرزمین خوب ہیں ہر ایک انساں کو
گرہ پڑتی ہے سالانہ یہ ہے تاریخِ پیدایش — مبارک جلوۂ ظلِّ خدا اب بزمِ امکاں کو
قصیدہ کیا لکھا آزاد نے تصویر کھینچی ہے — تحیّر سے بنایا بت سخن سنج اور سخن داں کو

(۳) خمسہ در مدح اعلیحضرت بندگانعالی نواب میر عثمان علیخاں بہادر خلد اللہ ملکہ بتقریب سالگرہ مبارک

ہے دوستوں کو گلِ خوشگوار سالگرہ — مگر عدو کی ہے آنکھوں میں خار سالگرہ
کھٹکتی اس کو ہے یہ بار بار سالگرہ — شہِ دکن کی ہے یہ شاندار سالگرہ
منا رہے ہیں صغار و کبار سالگرہ
زمانہ ہو گیا جڑ کٹ گئی عداوت کی — کہ تخمِ ریزی ہے ہر جا ہے اب محبت کی

دلوں میں نشو و نما ہو رہی ہے الفت کی
خوشا زمانہ خوشا وقت اعلیحضرت کی
ہے آج دیکھئے عالی وقار سالگرہ

اب اپنے خانۂ دل میں سے رنج و غم کو ہٹاؤ
اور ان کی جاے میں شادی و خوشی کو بلاؤ
یہ دلپسند ہیں دلچسپ ہیں دل ان سے لگاؤ
خوشی مناؤ زمانہ میں لطفِ عیش اٹھاؤ
مبارک آگئی ہے نیک کار سالگرہ

ترے فراق میں ہم ہو گئے تھے سودائی
تری جدائی میں ہم سے خوشی نہ بن آئی
کرم کیا ہے بڑی مہربانی فرمائی
زہے نصیب تو آئی خوشی کو بھی لائی
مہینوں سے تھا ترا انتظار سالگرہ!

ہے شبرات میں عیدین میں ہماری خوشی
دسہرے اور دیوالی میں ہندوؤں کی خوشی
مگر نہیں ہے حقیقت میں یہ حقیقی خوشی
تری خوشی کے برابر نہیں ہے کوئی خوشی
تری خوشی ہے عجب خوشگوار سالگرہ!

خدا کا شکر کہ خالی ز داغ ہیں سب دل
خوشی میں چور ہیں مستِ ایاغ ہیں سب دل
کہ یعنی آج بہت خوش دماغ ہیں سب دل
چمن چمن ہے خوشی باغ باغ ہیں سب دل
دکھا رہی ہے ہمیں کیا بہار سالگرہ

نظر جو آج یہ ساماں خوشی کے آتے ہیں
ہماری دل کی خوشی کا پتہ بتاتے ہیں
خوشی کے دیکھئے کیا کیا یہ گل کھلاتے ہیں
خوشی سے پھول بھی پھولوں نہیں سماتے ہیں
پنھاے پھول کے تو نے جو ہار سالگرہ!

دکن کا ملک ہو آباد یہ قیامت تک
اور اس میں ہوتی رہے داد یہ قیامت تک
شہ دکن ہیں دل شاد یہ قیامت تک
دعا ہماری ہے آزاد یہ قیامت تک
برس برس کو ہو پروردگار سالگرہ

ہمیشہ تجھ پہ رہے فضلِ خالقِ بیچوں
کہ دوست خوش رہیں تیرے عدو رہیں محزوں

مصیبتوں سے بلاؤں سے تو رہے مصؤن　اسی حساب سے شاہا ہو تیری عمر فزوں
لگا تی صفر رہے بے شمار سالگرہ

(۴) فریادِ آزاد (بوقت جوبلی چہل سالہ غفراں مکاں علیہ الرحمۃ)

حیدر آباد دکن میں تھیٹریکل کمپنی　سینو میٹو اور رائل سرپرائز پارٹی
دید کے قابل کہیں ہے سرکشو نکی سرکشی　حیف سب کچھ ہے مگر حالت ہماری ہے یہی
چیست عنقا ؟ روپیہ کبریت احمر اشرفی

ہے یہاں ہر روز روزِ عید ہر شب شب برات　روپئے پیسوں کے ہیں دن رات یہ سب او گھات
الغرض بے انکے ہو سکتی نہیں ہے کوئی بات　مفلسی کا ہو برا خالی ہیں پھر بھی دونوں ہات
چیست عنقا ؟ روپیہ کبریت احمر اشرفی

اک دلِ نادیدہ کے بہلانے کو تھا باغِ عام　ہو گیا مخصوص قسمت سے ہماری وہ مقام
دو ٹکٹ آفس کھلے رہتے ہیں در پر صبح شام　ہائے بے پیسوں کے چل سکتا نہیں ہے کوئی کام
چیست عنقا ؟ روپیہ کبریت احمر اشرفی

اگزیبیشن ہے ادھر تو ریل اور تھیٹر اُدھر　اور دو کانیں سلسلہ سے ہیں یکے بعد دگر
خوبصورت ہوٹلیں آتی کسی جا ہیں نظر　گارڈن پبلک بنا ہے آجکل جنت مگر
چیست عنقا ؟ روپیہ کبریت احمر اشرفی

روز ملتے ہیں تماشوں کے بہت سے اشتہار　ایک دن پیسے نہیں ملتے ہیں دو تین چار
محنت اور مزدوری کرنے سے ہیں آتا ہے عار　صنعت و حرفت سے اجہل ہیں کریں کیا بیوپار ؟
چیست عنقا ؟ روپیہ کبریت احمر اشرفی

فی زمانہ بی۔ اے اور یم اے بھی کوئی ہو گیا　منشی فاضل مولوی فاضل بھی کوئی ہو تو کیا ؟
آخرش ان امتحانوں کا نتیجہ کیا ہوا !　نوکری لے دیکھے جو تھی ہو گئی اب کیمیا

چیست عنقا؟ روپیہ کبریت احمر؟ اشرفی

ناظرین سن لیجئے اب حال کچھ آزاد کا ۔ جتنی آمد ہے مہینہ خرچ ہے اس سے سوا
اور دیتا بھی نہیں جاگیر کا حصہ جچا ۔ اگر یہ بیش اور تھیٹر کو وہ کیونکر دیکھتا!

چیست عنقا ؟ روپیہ کبریت احمر؟ اشرفی

(۵) ہمیں کیا؟ جو تربت پہ میلے رہے (بتقریب عرس شمس العلماء مولانا آزادؒ)

لحد پر شب و روز چیلے رہے ۔ مریدوں کے ریلے پہ ریلے رہے
زیارت کے باہم جھمیلے رہے ۔ چڑھاتے بہت گڑ کے ڈھیلے رہے

ہمیں کیا؟ جو تربت پہ میلے رہے
کہ ہم تو یہاں بھی اکیلے رہے

جو یاروں نے یہ چلتا دھندہ کیا ۔ روپے آنے پائی کا چندہ کیا
بڑی دھوم سے عرس بندہ کیا ۔ مگر رونے کی جائے خندہ کیا

ہمیں کیا؟ جو تربت پہ میلے رہے
کہ ہم تو یہاں بھی اکیلے رہے

وہ جنگل میں منگل منایا کئے ۔ ڈنر شوق سے خوب کھایا کئے
مزے رات دن بس اڑایا کئے ۔ غرض ان کے جو جی میں آیا کئے

ہمیں کیا؟ جو تربت پہ میلے رہے
کہ ہم تو یہاں بھی اکیلے رہے

کسی نے تو پایا مسرت کا پھل ۔ کھلا منضبط ہو کے دل کا کنول
کوئی ہے چہ غم اور کوئی اٹل ۔ ہے اظہر من الشمس ضرب المثل

ہمیں کیا؟ جو تربت پہ میلے رہے

کہ ہم تو یہاں بھی اکیلے رہے

خوشی سے ہر اک کا ہے دل باغ باغ　　کوئی مست مئے کوئی برکف ایاغ
جلائے عقیدت سے گھی کے چراغ　　مگر اپنے دل پر تو ہے بس یہ داغ

ہمیں کیا ؟ جو تربت پہ میلے رہے
کہ ہم تو یہاں بھی اکیلے رہے

کسی ڈیرے میں اتری ہیں ہیں بدیاں　　جو کرتی ہیں عشاق کو نیم جاں
پھر اس پہ غضب بھرویں کا سماں　　تماشائیوں کا وہ شور و فغاں

ہمیں کیا ؟ جو تربت پہ میلے رہے
کہ ہم تو یہاں بھی اکیلے رہے

اکھاڑہ ہے اندر کا اپنا مزار　　وہ صندل کی خوشبو وہ پھولوں کے ہار
مغنّی کی آواز وہ شاندار　　تصدّق ہو سو بار جس پہ ہزار

ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہے
کہ ہم تو یہاں بھی اکیلے رہے

دوکانیں قرینے سے ہیں کیا کیا　　سلیقے سے چیزیں بھی رکھی گئیں
کسی جا ہے کھیل اور تماشے کہیں　　ہے ہر چند سب کچھ مگر کچھ نہیں

ہمیں کیا ؟ جو تربت پہ میلے رہے
کہ ہم تو یہاں بھی اکیلے رہے

بہت چیخے چلّائے مولود خوان　　سرھانے بڑا سا رکھا عود دان
جلا کے عود و عنبر وہاں　　یہاں جل کے دل اپنا اٹھا دھواں

ہمیں کیا ؟ جو تربت پہ میلے رہے
کہ ہم تو یہاں بھی اکیلے رہے

ہمارا مزار اگر بیشن بنا کسی جا پہ ہے بیل کھلگا بندھا
کہیں دیکھئے جا کے غلّہ دھرا بہت سی ہیں چیزیں غرض جابجا

ہمیں کیا ؟ جو تربت پہ میلے رہے
کہ ہم تو یہاں بھی اکیلے رہے

کہا لکچراروں نے یوں آئیں ہائیں کہ بستی میں پانی کا نل ایسے لائیں
اور اُس پر رقم ٹیکس کی بھی لگائیں ٹکے جس طرح بن سکیں ہاتھ آئیں

ہمیں کیا ؟ جو تربت پہ میلے رہے
کہ ہم تو یہاں بھی اکیلے رہے

کہیں چند شاعر ہیں شیریں زباں ہیں بعض ان میں دیوانہ لولیاں
کوئی نغمہ پرداز ہے خوش بیاں یہی ورد ہکو تو ہے ہر زماں

ہمیں کیا ؟ جو تربت پہ میلے رہے
کہ ہم تو یہاں بھی اکیلے رہے

یہ مُدّت سے دل میں تھی ٹھانی ہوئی یہ پہلے سے منّت تھی مانی ہوئی
کہیں عرس میں عقد خوانی ہوئی زن وشو پہ گو مہربانی ہوئی

ہمیں کیا ؟ جو تربت پہ میلے رہے
کہ ہم تو یہاں بھی اکیلے رہے

کہیں پہ خورو پوش کی داد ہے کوئی کھائے پہنے ہوئے شاد ہے
کوئی ان بکھیڑوں سے آزاد ہے غرض مقبرہ آج آباد ہے

ہمیں کیا ؟ جو تربت پہ میلے رہے
کہ ہم تو یہاں بھی اکیلے رہے

مسلمانو! تمکو یہ کیا ہو گیا؟ نہ ہے شرم قومی نہ خوفِ خدا

نہ قرآں پڑھا اور نہ کی کچھ دعا — یہ عبرت کی جا ہے نہ عشرت کدہ

ہمیں کیا ؟ جو تربت پہ میلے رہے

کہ ہم تو یہاں بھی اکیلے رہے

بہت عرس میں ٹھاٹھ تم نے کیا — بہت روپیہ سب بے محل لُٹ گیا

مگر اس سے مُردے کو کیا فائدہ ؟ — رسول اس سے خوش ہیں نہ راضی خدا

ہمیں کیا ؟ جو تربت پہ میلے رہے

کہ ہم تو یہاں بھی اکیلے رہے

(۶) عیدی عید شعبان برائے برادر زادی خود

پٹاخوں کو لگا تو آگ بیٹی ؟ — اس آتشبازی سے تو بھاگ بیٹی !

مقدس رات میں شعبان کی تو — خدا کو یاد کر اور جاگ بیٹی !

(۷) دیگر

یہ دنادن پٹاخوں کی بوچھار — وہ ہوائی چھُٹی بصورتِ مار

اس پہ طرہ چچھوندر او بچھو — وقنا ربنا عذاب النّار

(۸) دارُالمطالعہ نظام آباد

اے نظام آباد ! تیری خوش نصیبی کیا کہوں ؟ — رشکِ اضلاعِ دکن ہے آج کل تو بیگماں

کیوں نہ ہو ؟ تجھ میں کلب ہے اک بنامِ یوتیا — جس کا منشا اتحاد آپس میں ہو وے نی زباں

ماسوا اس کے ہمارے اک مکرم علم دوست — احمد اللہ خاں نے کھولا ہے کتب خانہ یہاں

اس میں ہر فن کی کتابیں ، پرچے ، اور اخبار ہیں — دیکھنے کو مفت بہرِ عاشقانِ این و آں

صبح سے گیارہ بجے تک دو بجے سے شام تک — روز رہتا ہے کتب خانہ کھلا غنچہ ساں
ناظرینوں کے لئے بھی بیٹھنے آرام سے — کرسیاں رکھی ہوی ہیں اس جگہ باعز و شاں
میں کہوں کیا اس سے بڑھکر اس کی سالانہ کوبڑ — من و عن کل خوبیاں کردیگی خود تم پر عیاں
الغرض تعریف کے قابل ہے سارا انتظام — احمد اللہ خاں ہیں شکریہ کے لائق بیکراں
ان کی ہم اس مہربانی کے ہیں شاکر رات دن — ان کی ہم اس جانفشانی کے ہیں بیحد قدرداں
اے خدا! ان کی تمنائے دلی پر لا مدام — ان کی ہمت کو بڑھا تو اے خدائے دو جہاں!
چاہئیے ہم کو کتب بینی سے ہونا مستفید — تاکہ ہوں معلوم ہمکو علم کے رازِ نہاں
حیف ہے اس شخص پر افسوس اُس کے حال پر — جو یہ کہتا ہے کتب بینی کو فرصت ہے کہاں؟
اس کتب خانے سے ہونگے مبتدی گر فیضیاب — علم کی دولت سے ہوجائیں گے اک دن کامراں
منتہی اپنی کتب بینی کو گر جاری رکھیں — لہلہاتا ہوگا ان کے علم کا باغِ جناں
آبیاری کتب بینی سے پھولا باغِ علم — ورنہ خارستاں نظر آتا بجائے بوستاں

(۹) ممبرانِ یونین کلب نظام آباد نے صدائے گدایانِ قوم کو مظلومینِ طرابلس کیلئے چندہ جمع کرنے پڑھا تھا

آپ کے دروازے پر اے مہرباں آئے ہیں ہم — درد و غم کی اک سنانے داستاں آئے ہیں ہم
شہرِ طرابلس پہ ظالم اٹلی والوں نے کیا — ظلم بیحد ہا۔ے ان کے نوحہ خواں آئے ہیں ہم
کافروں نے بوڑھوں بچوں عورتوں کو مار کر — کردیا ہے غارت ان کا خانماں آئے ہیں ہم
جرمِ قربانی تو تم نے دیدیا ان کو مگر — المدد اے دستگیرِ بےکساں آئے ہیں ہم
اے مسلمانو! اُٹھو دیدو خدا کے واسطے — روپے پیسے ہمیں اور پائیاں آئے ہیں ہم
ہاں اگر اک دوگے تو دس پاؤگے دنیا میں تم — بلکہ ستر آخرت میں بھائی جاں! آئے ہیں ہم
ہم انہی مظلوموں کی امداد کرنے کے لئے — ڈالکر اپنے گلے میں جھولیاں آئے ہیں ہم
قوم کے ہیں ہم گدا اور قوم کے ہیں ہم فقیر — مانگنے اسکے لئے ہی بس یہاں آئے ہیں ہم

(۱۰) تاج پوشی کا ترانہ

انڈیا آج رشکِ لنڈن ہے — شاہِ انگلینڈ جلوہ افگن ہے
چشمِ بد دور کیا ہی جوبن ہے — خاص دہلی تو مثلِ دلہن ہے
جارج پنجم کا کورونیشن ہے

جمع ہیں ہند کے رئیس تمام — اور شاہِ دکن ہمارے نظام
ملکِ برطانیہ کے سب حکّام — عیش و عشرت کا چل رہا ہے جام
جارج پنجم کا کورونیشن ہے

کنگ برٹش کا اور شاہِ دکن — ایسے ہیں جیسے ایک جاں دو تن
آج برٹش کے تاج کے کارن — وقف ہے سب دکن کا تن من دھن
جارج پنجم کا کورونیشن ہے

ہو رہا ہے جہاں میں کیا کیا آج — غنچۂ دل کھلا ہے سب کا آج
ہے سروں میں خوشی کا سودا آج — ہر جگہ ہے خوشی کا جلسہ آج
جارج پنجم کا کورونیشن ہے

ہر طرف ہے سرور کا عالم — غم غلط ہو گیا ہے بس یکدم
ہیچ ہیں سب برانڈی وسکی رم — مئے عشرت پیے ہوئے ہیں ہم
جارج پنجم کا کورونیشن ہے

آج کا روز ہے عجیب سعید — اس میں کچھ بھی نہیں ہے گفت شنید
عید کے بعد گویا آئی عید — سن کے خوش ہے ہر ایک شخص نوید
جارج پنجم کا کورونیشن ہے

آج انگلنڈ میں بھی جلسہ ہے — دل لگی ہے خوشی سے کیا کیا ہے

کہیں اسپورٹس ہیں تماشا ہے ۔ اور شادی کا بجتا باجا ہے
جارج پنجم کا کورونیشن ہے

اے مدارس کے نیک دل بچو! اُچھلو کودو یہاں پہ تم دوڑو
صاحب ضلع بیٹھے ہیں دیکھو دیں گے انعام تم اگر جیتو
جارج پنجم کا کورونیشن ہے

ہم کو سرکار سے محبت ہے ہم پہ سرکار کی عنایت ہے
آج اپنی یہاں پہ دعوت ہے کیا کہوں میں عجب مسرّت ہے
جارج پنجم کا کورونیشن ہے

اپنے ملک ڈسے کے تعلقدار ہیں جو ذی علم اور واقفِ کار
علم کا جانتے ہیں بجز و وقار تمغے دینگے تمھیں کو بے تکرار
جارج پنجم کا کورونیشن ہے

اے خدا! کر ہماری تو امداد یوں ہی ہر روز رکھ ہمیں دلشاد
رنج و غم درد و فکر سے آزاد جشن ہم سب کو یہ مبارکباد
جارج پنجم کا کورونیشن ہے

(۱۱) سرگذشت آرمور

چھوڑ کر آزاد اپنا بھونگیر جب تبدل ہوکے آیا آرمور
بیٹھے بٹھلائے یکایک ہو گئی صورت اسکی چھالوں کے زخموں سے چور
جاننے والوں نے دیکھا اور کہا ہے فسادِ خوں کا یہ سارا فتور
ان میں سے اک نے کیا اسکا علاج تھوڑے ہی دن میں ہوئے سب پھوڑے دور
جو کوئی صورت تھا اسکی دیکھتا جانتا دہ آتشک کا ہے ظہور

ہو گیا ہو اس کو سایا کیا عجب — مسکنِ حور و پری ہے آرمور
سچ ہے مسجد میں پیو جا کر شراب — سب یہ سمجھیں گے نمازی ہیں حضور
میکدے میں جا کے پڑھئے گر نماز — تو یہ جانیں گے کہ پی ہوگی ضرور
یہ سمجھ کا اپنی اپنی پھیر ہے — اس میں پھر آزاد کا ہے کیا قصور؟

(۱۲) شکریۂ تقریبِ ہلالِ احمر کہ در لاٹری بنام مولوی محمد تاج الدین صاحب برآمد

شکر ہے بس خدائے اکبر کا — کہ یہ گھوڑا ہلالِ احمر کا
نکلا اے دوست تاج الدین! — لاٹری میں ترے مقدر کا

(۱۳) شہیدِ رسمِ وفا

جل گئی اسنوہیلتا دیبی — قبلِ شادی کے ہو گئی وہ ستی
آگ لگ جائے رسم کو جس نے — جان لی اس کنواری لڑکی کی
رسم ہے ہندوؤں میں یہ رائج — جب کسی جائے ہوتی ہے شادی
مال و زر لڑکی والے دیتے ہیں — لڑکے کو جیسی اُس کی ہو مرضی
روپیے مانگتے تھے تین ہزار — وہ جہاں بات اس کی ٹھہری تھی
کیسے دے سکتا یہ کثیر رقم؟ — باپ اس کا غریب بنگالی
وہ بہت اس سے تھا پریشاں حال — اس کے پاس اس قدر نہ تھی پونجی
باپ کی دیکھ کر پریشانی — جل کے بس راکھ ہو گئی بیٹی
اس کے بستر پہ دیکھتے کیا ہیں — تازہ لکھی ہوئی ہے اک چٹھی
اس میں لکھا تھا میرے پیارے باپ! — کس طرح میں گوارہ کرسکتی؟
آپ میرے لئے فقیر بنیں — آپ کو غم ہو اور مجھے شادی

آپ نے مجھکو پالا پوسا ہے — بدلہ نیکی کا ہوتی ہے نیکی
اس لئے جل کے ہوگئی قربان — آپ پر سے یہ آپ کی بیٹی"
عورتوں کا نہ مال لو مردو! — کیونکہ یہ ہے بعید از مردی
کر کے آپ ان کو بندۂ بے دام — کیجئے رسم بد کی بیخ کنی

(۱۴) شکریۂ تمغۂ خدامِ کعبہ

ازطفیلِ خواجۂ سلطانِ ہند آزاد کو — تمغۂ خدامِ کعبہ مل گیا اجمیر میں
شکر ہے اس کا مقدس جلسے میں شرکت ہی ہو — خادمانِ کعبہ میں داخل ہوا گو دیر میں

(۱۵) قدرِ گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

حق بگفتہ ہر کہ گفت ایں مصرعہ لاریب فیہ — قدرِ گوہر شاہ داند یا بداند جوہری
کایں جدید اسکیم شد منظور در دار العلوم — از شہنشاہِ دکن ہمسرِ رعایا پروری
حل و عقدش منحصر گردید برائے شما — لطف کن الما لطیفی! المدد لائے حیدری!
گشت امیدِ ترقی فاضلانِ ملک را — ہست در اسکیم مضمر مژدۂ جاں پروری
کاندریں سر رشتہ ماموراند بر اضلاعِ ملک — از شما دارند امیدِ عدالت گستری

(۱۶) حسب فرمائش عزیزالدین طالبِ علم مدرسہ کریم نگر دعائے صحت مسٹر رنگنا راؤ بی۔ اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ کورنگر

وہ ہیں ہیڈ ماسٹر رنگنا تھ راؤ — کہ جو ہیں نامور رنگنا تھ راؤ
خدا اچھا رکھے ہیڈ ماسٹر کو!
انہیں نکلی تھی چیچک ناگہائی — خدا کی ہوگئی پھر مہربانی
خدا اچھا رکھے ہیڈ ماسٹر کو!

بفضلِ حق ہوئی ہے انکو صحت　　ہوئی ہے مدرسہ کو ان سے زینت

خدا اچھا رکھے ہیڈ ماسٹر کو!

خدا ان کو بچائے ہر بلا سے　　ہماری ہے دعا ہر دم خدا سے

خدا اچھا رکھے ہیڈ ماسٹر کو!

ہمیشہ تندرستی کا رہے ٹھاٹھ　　دعا گو انکے ہیں ہم تین سو ساٹھ ۳۶۰

خدا اچھا رکھے ہیڈ ماسٹر کو!

بہت دلچسپ ہے تفہیم ان کی　　نہایت دل نشیں تعلیم ان کی

خدا اچھا رکھے ہیڈ ماسٹر کو!

جو ہم بچوں کی حالت خوب تر ہے　　یہ ان کے ہی نصائح کا اثر ہے

خدا اچھا رکھے ہیڈ ماسٹر کو!

بھلا اب کس لئے ہونگے نہ ہم شاد　　ملا تقدیر سے ہمدرد اُستاد

خدا اچھا رکھے ہیڈ ماسٹر کو!

ہمیشہ فکر ان کو مدرسہ کا　　ہمیشہ ذکر ان کو مدرسہ کا

خدا اچھا رکھے ہیڈ ماسٹر کو!

لیاقت میں ہے ان کا فسٹ نمبر　　خدا ان کو بنا دے انسپکٹر

خدا اچھا رکھے ہیڈ ماسٹر کو!

ہمیشہ وہ رہیں کرتے ترقی　　بُرائی میں نہیں ہیں وہ کسی کی

خدا اچھا رکھے ہیڈ ماسٹر کو!

خدا آئی بلا کو ان کی ٹالے　　خدا ارمان سب ان کے نکالے

خدا اچھا رکھے ہیڈ ماسٹر کو!

رہیں سب دوست احباب انکے دلشاد　　مریں جل جل کے دشمن اور حسّاد

خدا اچھا رکھے ہیڈ ماسٹر کو

(۱۷) بسم اللہ

امتو جانی! بسم اللہ — کہکر بیٹھی بسم اللہ
سورت اقراء کی پڑھ لے — ہو گئی علم کی بسم اللہ
عالمِ علمِ لدنی نے — یوں ہی پڑھی تھی بسم اللہ
ایسی ہی میں نے بھی کی — سیدھی سادھی بسم اللہ
یعنی مزخرف باتوں سے — ہے یہ خالی بسم اللہ
اس پر سے بعضے احمق — کہتے ہیں کیسی بسم اللہ؟
دھوم دھڑکا کچھ بھی نہیں — گویا ہے پھیکی بسم اللہ
یاروں کو دعوت بھی نہیں — یعنی ہے خالی بسم اللہ
عاقل خود ہی جانتے ہیں — ہوتی ہے کیسی بسم اللہ؟

(۱۸) ہنگولی میں ڈاکٹر گبریل کی عام ہمدردی بوقتِ انفلنزا

ڈاکٹر گبریل کے جو ہیں ہنگولی میں خلاف — کافرصت ہیں وہ اس میں نہیں کوئی کلام
ان کی ہمدردی کے ہم تو قائل اور شاکر بھی ہیں — جو انہوں نے کی بوقت انفلنزا صبح و شام
انفلنزا کی بلا بھی ایک عالمگیر تھی — اس کی زد سے کیسے بچ سکتا ہنگولی کا مقام؟
خوبی قسمت سے یاں پر ڈاکٹر گبریل تھے — اس مسیحی نے کیا گویا مسیحائی کا کام
ساہوکاروں کو ابھارا اور منگوائی دوا — اور مریضوں کو پلائی جا کے گھر گھر صبح و شام
عام تھی ہمدردی ان کی کچھ خصوصیت نہ تھی — ان کے سب ممنون منت ہیں برابر خاص و عام
بلکہ ہمدردی تھی ان کی خاص کرکے عام پہ — ساگو البسی دودھ ان کو مفت دلوایا تمام

فیس کے بدلے مریضوں نے دعائیں انکو دیں	شافیٔ مطلق رکھے اس ڈاکٹر کو نیک نام
ڈاکٹر نے کی ہے ہمدردی ہماری رات دن	ہو ترقی مدارج اس کی دن دونی مدام
اے خدا! اس کی تمنائے دلی برلا مدام	نامراد اس کے ہوں دشمن دوست اسکے شاد کام

(۱۹) بڑا مزہ اِس ملاپ میں ہے کہ صلح ہو جائے جنگ ہو کر

نہ کھٹکے کوئی کسی کی نظروں میں یا الٰہی! خدنگ ہو کر	رہے نہ کینہ دلوں کے آئینہ میں عداوت سے زنگ ہو کر
ادھر کی جا کر اُدھر تھے کہتے اُدھر کی آکر ادھر تھے کہتے	انہی ستمگاروں نے لڑایا ہی دوستوں کو لفنگ ہو کر
کشیدگی ہو گئی تھی باہم تو اس سے بس تلخ زندگی تھی	اسی سے سب عیش کرکرا تھا کہ رنگ میں تھی یہ بھنگ ہو کر
بڑی مسرت ہوی ہے اس سے ملاپ آپس میں ہو گیا ہے	بڑا مزہ اس ملاپ میں ہے کہ صلح ہو جائے جنگ ہو کر
کمال آزاد نے کیا ہے غضب کے اشعار اس نے لکھے	جو باتیں دل میں چھپی ہوی تھیں زباں پہ آئیں امنگ ہو کر

(۲۰) غمِ مرگِ عمِ مکرم حضرت مولینا مولوی حاجی السید ابراہیم صاحب مرحوم

بھائی کا نوجوانی میں مرنے کا تھا ہی غم	اس پر چچا کا مرنا غضب اور ہوا ستم
آ اے رشید! مل کے کریں آہ و زاریاں	تو ہائے ماموں چیخ میں چلاؤں ہائے عم

(۲۱) ہائی سکول ورنگل کا انٹر کلاس فٹ بال ٹورنمنٹ بابتہ ۱۳۲۹ ف

ورنگل کا فوقانیہ مدرسہ	مدارس میں ہے فوقیت یافتہ
ہیں سب طالب علم یاں ہونہار	ہے پڑھنے میں اور گیمس میں ہوشیار
وہ میدانِ تعلیم میں مرد ہیں	وہ فٹ بال کے کھیل میں فرد ہیں
جنھوں نے کیا ان سے فٹ بال میاچ	نچایا انہوں نے انہیں خوب ناچ
ظہورِ علی مدرسہ کے ہیں صدر	وہ ان گیموں کی دل سے کرتے ہیں قدر

انہوں نے ہی سالانہ اسکول کا | یہ ہے ٹورنمنٹ منعقد کر دیا
اسی کا یہاں آج فینل ہے یہ | اسی کی یہاں آج چھل بل ہے یہ
جو فینل میں آج آکے غالب ہا | اسے تمغۂ کامیابی ملا
جو فینل میں بازی نہیں لے گیا | ضرور آج بد دل وہ ہو جائیگا
مگر اس کو لازم ہے بد دل نہو | کہ تا اسپہ آسانی مشکل نہ ہو
جو کوشش کرے گا علی الاتصال | وہ لے جائیگا بازی آئندہ سال

(۲۲) فٹ بال میاچ بابتہ ۱۳۲۹ف

سنٹر سے فٹ بال اُٹھا وہ ٹھوکریں کھاتا ہوا اک بار
شوٹوں کی اور کِکیوں کی اسپر ہونے لگی ہے کیا بھرمار
دونوں طرف کے فارورڈ اس کے سر پر ہیں ٹھکراتے ہوئے
ان سے بچکر جاتا ہے تو بیاگز ہیں شوٹنگ کو تیار
سر سے پاؤں سے مارتے ہیں اور ہاتھ لگاتا کوئی نہیں
ڈر کر بال کو چھوتے نہیں ہینڈ بال نہ ہو جائے زنہار
ماروں سے تنگ آ آکر بال اوٹ بھی ہو جاتا ہے اگر
رفری اس کو سیٹی بجا کر تھرو کراتا ہے ہشیار
گیٹ میں گھسنا چاہتا ہے تو واں بھی کھڑا ہے گول کیپر
ہاتھوں سے اور لاتوں سے وہ بال کو مارے بے تکرار
رفری پنالٹی لیگا دیکھو اس ہلہ میں فال ہوا
فال کو گرنے والے مبارک فال کیا کرتے ہیں شمار
فیلڈ میں بال کو چین ادھر ہے اور نہ ہے آرام اُدھر ۔

دونوں طرف سے ماروں کی بس اس کے سر پہ ہے بوچھار
اسکو ادھر ماریں ادھر اور ادھر سے اسکو ماریں ادھر
کہتے ہیں دو ملاؤں میں مرغی ہوتی ہے مردار
رفری نے سیٹی کو بجا کر رسٹ دیا ہے بیچ میں کچھ
بال بھی سمجھا جان بچی اور جھٹک چکا سب گرد و غبار
رفری نے پھر سیٹی بجائی دونوں پارٹیاں پہنچیں
بال کے سر پر آئی مصیبت گرم ہے ماروں کا بازار
اس مارا ماری میں دیکھو اک طرف وہ گول ہوا
چاروں طرف سے چیر زہوے ول پلیڈ کی ہے چیخ پکار
وقت کی بھی کیا پابندی ہے وقت بھی لو ہونے آیا
اور سیٹی وہ بجی لو ختم ہوا سب کاروبار
جیتنے والے خوش خوش ہیں اور ہارنے والے ناخوش ہیں
ان پر چھایا ہے اقبال اور ان پر چھایا ہے ادبار
ظاہر میں تو کھیل ہے یہ باطن میں نصیحت ہے سن لو
اس میں نصیحت ہے جو پنہاں کرتا ہوں میں گوش گزار
بال نے اپنی ہوا باندھی تھی اس کی سزا اس نے پائی
اس سے سبق لو تم اے بچو! کس کی جیت؟ اور کس کی ہار؟

(۲۳) مسلماناں! مسلماناں! مسلمانی! مسلمانی!!

خلافِ عہد انصاف اور خلافِ طبع انسانی
خلافت کے مٹانے کو اٹھے ہیں ظلم کے بانی
سلامت رکھو اپنے سر پہ دیکھو ظلِ سلطانی
اٹھو، سنبھلو، بڑھو، کوشش کرو کب تک یہ نادانی؟

مسلماناں! مسلماناں!! مسلمانی! مسلمانی!!

ازیں آئینِ رہباناں پشیمانی! پشیمانی!!

وہ روشن کر چکے ہیں پادری مذہب کا انگارہ — کہ جلکر خاک ہو جائے ہمارا ٹرکی بیچارہ
نہیں ہم دل جلوں کو اس سے بڑھکر صبر کا یارہ — بقا میں بھی فنا میں بھی ہماری ہوگی پو بارہ

مسلماناں! مسلماناں!! مسلمانی! مسلمانی!!

ازیں آئینِ رہباناں پشیمانی! پشیمانی!!

نہیں پروا اگرچہ غیر بد ہیں اور بدخو بھی — بحمد اللہ نہیں اپنوں میں غیریت سرِ مو بھی
یہ ہمدردی کا ہے رنگ اور یہ ہمرنگی کی ہے بو بھی — ہمارے ساتھ ہیں دیکھو ہمارے بھائی ہندو بھی

مسلماناں! مسلماناں!! مسلمانی! مسلمانی!!

ازیں آئینِ رہباناں پشیمانی! پشیمانی!!

مسلمانو! گلستانِ جہاں میں تم پھلو پھولو — یہ دنیا گویا جھولا ہے خوشی سے اسمیں تم جھولو
یہ جھونکا چار دن کا ہے ہوا سے اسکی مت پھولو — خدا کو اپنے مت بھولو خدا کو اپنے مت بھولو

مسلماناں! مسلماناں!! مسلمانی! مسلمانی!!

ازیں آئینِ رہباناں پشیمانی! پشیمانی!!

اسی کا نام لو بندے ہو تم اللہ اکبر کے — اسی سے تم رکھو امید اسی سے تم رہو ڈر کے
تمہارا نام جینا ہے بتاؤ کام بھی کر کے — وگرنہ منہ دکھاؤ گے خدا کو کس طرح مر کے؟

مسلماناں! مسلماناں!! مسلمانی! مسلمانی!!

ازیں آئینِ رہباناں پشیمانی! پشیمانی!!

اٹھے ہیں دشمنانِ دیں انہیں پہلے جتا دو تم — اگر بیٹھیں تو بہتر ہے نہ بیٹھیں تو بٹھا دو تم
یہی مذہب ہے اپنا جوشِ مذہب بھی بتا دو تم — مزہ بھولا ہوا اس دشمنی کا پھر چکھا دو تم

مسلماناں! مسلماناں!! مسلمانی! مسلمانی!!

ازیں آئینِ رہبا ناں پشیمانی! پشیمانی!!

ہمارا حال دیکھو پہلے کیا تھا؟ اور اب کیا ہے؟
خدارا چھوڑ دو غفلت اسی کا سب نتیجہ ہے
یہ کوشش کا زمانہ ہے یہ کوشش کا زمانہ ہے
یہ وقت امتحاں کا ہے یہ وقت امتحاں کا ہے

مسلماناں! مسلماناں!! مسلمانی! مسلمانی!!
ازیں آئینِ رہبا ناں پشیمانی! پشیمانی!!

(۲۴) ہرچہ داری صرف کن در راہِ او

نیکیوں کی ہو رہی ہے گفتگو
نیکیوں کی لوٹ ہے کیا چار سو
نیکیوں کی تجھکو بھی تھی جستجو
اے دل! اب کس سوچ میں بیٹھا ہے تو؟

ہرچہ داری صرف کن در راہِ او
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا

خادم الحرمین ہے مشکل میں آج
خادم الحرمین کا جائے نہ راج
کس کی خدمت کا ہے اسکے سر پہ تاج؟
اب اسی کے تاج کی تو رکھ لے للج

ہرچہ داری صرف کن در راہِ او
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا

تیرا دینا رائگاں کب جائیگا؟
یہ درختِ داد وہ پھل لائیگا
ایک دیگا تو اگر دس پائیگا
اب نہیں دیگا تو پھر پچتائیگا

ہرچہ داری صرف کن در راہِ او
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا

جانتا ہوں کچھ نہیں ہے تیرے پاس
پھر بھی لے دیکھے ہے مجھکو تیری آس
دیکھے چندہ نیکیوں کی رکھ اساس
ہاں کمی بیشی کا مت کر کچھ ہراس

ہر چہ داری صرف کن در راہِ او

لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا

جلد لے ہے آج یوم الامتحاں اور بھی بیٹھے ہیں دل والے یہاں
اس گرانی میں نہیں ہیں کچھ گراں سستے داموں بک رہی ہیں نیکیاں

ہر چہ داری صرف کن در راہِ او

لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا

(۲۵) فٹ بال ٹورنمنٹ بابتہ ۱۳۳۱ف

بچو! رموزِ علم و فن سکول میں سیکھا کرو یہ سیکھکر پھر شوق سے اچھلا کرو کودا کرو
فٹ بال اچھا کھیل ہے فٹ بال تم کھیلا کرو فٹ بال کے ہر کھیل میں ہر میاچ میں جیتا کرو

بچو! کمالِ علم میں کوشش کرو کوشش کرو
اور ساتھ ہی ساتھ اسکے تم ورزش کرو ورزش کرو

فٹ بال کا یہ ٹورنمنٹ اب کے ہوا سمجھا کوئی؟ جیتا کوئی ہارا کوئی اور ہار کے جیتا کوئی
پھر جیت کے ہارا کوئی اور ہار کے ہارا کوئی جو جیت کے ہارا کوئی قسمت کا تھا مارا کوئی

بچو! کمالِ علم میں کوشش کرو کوشش کرو
اور ساتھ ہی ساتھ اسکے تم ورزش کرو ورزش کرو

عجلت نہ کرنا تم کبھی وہ کام ہے شیطان کا انسانیت سے کام لو شیوہ ہے یہ انسان کا
عجلت میں بے شک و شبہ اندیشہ ہے نقصان کا اندیشہ ہے نقصان کا بلکہ ہے خطرہ جان کا

بچو! کمالِ علم میں کوشش کرو کوشش کرو
اور ساتھ ہی ساتھ اسکے تم ورزش کرو ورزش کرو

خود غرضی و خود مطلبی اچھی نہیں اچھی نہیں ان میں خودی ہے اور خودی اچھی نہیں اچھی نہیں

یہ عادتیں ہیں سب بُری اچھی نہیں اچھی نہیں
ان کی نہ ہو عادت کبھی اچھی نہیں اچھی نہیں

بچّو! کمالِ علم میں کوشش کرو کوشش کرو
اور ساتھ ہی ساتھ اسکے تم ورزش کرو ورزش کرو

تقدیر کے قائل رہو تدبیر پہ عامل رہو
تدبیر پر مائل رہو تقدیر کے قائل رہو

توفیق کے سائل رہو توفیق کے سائل رہو
مرضیٔ مولا پر غرض ہر حال میں مائل رہو

بچّو! کمالِ علم میں کوشش کرو کوشش کرو
اور ساتھ ہی ساتھ اسکے تم ورزش کرو ورزش کرو

ہم مکتب و ہم عمر ہو اور ہم خیال و ہم قدم
پھر کیوں نہیں کہتے ہو؟ ہیں جب شریک ایتنے ہم

ہیں جیتنے والے بھی ہم اور ہارنے والے بھی ہم
نے جیت کی ہمکو خوشی نے ہار ہی کا ہم کو غم

بچّو! کمالِ علم میں کوشش کرو کوشش کرو
اور ساتھ ہی ساتھ اسکے تم ورزش کرو ورزش کرو

ہاکی میں ہو کرکٹ میں ہو فٹ بال میں ہو طاق تم
ان کھیلوں سے مطلب ہے یہ تعلیم میں ہو جاق تم

علم و ہنر کو سیکھکر ہو شہرۂ آفاق تم
اخلاق کے پُتلے بنو کہلاؤ با اخلاق تم

بچّو! کمالِ علم میں کوشش کرو کوشش کرو
اور ساتھ ہی ساتھ اسکے تم ورزش کرو ورزش کرو

(۲۶) درخواست نظرثانی برائے تقرر خود براول مدد گاری مڈل اسکول بھونگیر بخدمت صدر مہتمم صاحب تعلیمات صوبہ میدک

بعرضِ اقدسِ عالی رساند
کہ فدوی را ترقی چوں نباشد؟

خصوصاً کاندریں روشن زمانہ
کہ تاریکی غفلت شد روانہ

من اوّل گشتہ بودم چو ملازم
بہ بودم منشی و منشیٔ عالم

بحمداللہ کہ اکنوں گشت حاصل
لیاقت نامۂ منشیٔ فاضل

که بنده در علوم نو چنانم | که تا اسپیشل انگریزی بدانم
مگر از بخت برگشته بنالم | ترقی نیست از دو چار سالم
شده در بھونگیرے جا سے خالی | بر آنجا عبدالحی راشد ترقی
که او را هیچ فوقیت بمن نیست | بہ بیں در گفتِ من ہرگز سخن نیست
تو ایں را خوب می دانی کما ہی | برابر نیست لوکل فنڈ و شاہی
بیا پیشِ من او را چه تاب ست | فقط در مولوی او کامیاب ست
تو حالِ او و فدوی خوب دانی | کرم فرما بکن تجویزِ ثانی
بجائے او مرا او را بجا ایم | مقرر کن شود خوش تا خدایم
بہ بینی گر بچشمِ حق بہ یک بار | دریں صورت رسانی حق بحقدار
اے عبدِ حق اتو حق آنرا و راده | که دادِ دادِ ایں ناشاد راده
نمی دارم مگر سعی و سفارش | بجز در نظم کردن ایں گزارش

(۲۷) بوقتِ چھل سالہ جوبلی سیر گزشتن عمرِ ازہ مکار علیہ الرحمۃ

ساتھ احباب کے ٹکٹ لیکر | میں گیا باغِ عام کے اندر
بائیں بازو میں گیٹ کے دیکھا | ایک ٹٹی کا تھا بنا ہوا گھر
جس میں دریائی ایک عورت ہے | جسم مچھلی کا آدمی کا سر
روبرو لفظِ انگریزی ناٹک | متعدد لکھا تھا تختوں پر
اس میں جا کر میں دیکھتا کیا ہوں | نہ تو تھیٹر ہے اور نہ ہے چھپر
بنچ رکھے تھے اس جگہ دو چار | آدمی بیٹھتے ہیں سو جس پر
اس کے آگے لکھا ہوا دیکھا | پانچ لاؤ تو جاؤ سو لیکر
سامنے اسکے آئینہ گھر ہے | روتے جاؤ تو آؤ ہنس ہنس کر

مختلف اپنی صورتیں دیکھو — کہیں موٹا بنو کہیں لاغر
کہیں کچھ ہیئتِ کذائی ہے — کہیں سر نیچا پاؤں ہیں اوپر
ریل پھر جا کے دیکھی الپائن — بیچ میں اک ولایتی چکر
پھرتا رہتا ہے جس کی گردش سے — ریل چڑھتی ہے نیچے سے اوپر
پھر وہاں سے ڈھلاؤ ہے نیچے — ریل آتی ہے واں سے سرسر
بعد کچھ دیر کے وہاں سے چلا — گیٹ کے دائیں بازو کو پھر کر
اس طرف مختلف دکانیں ہیں — قہوہ خانے بھی ہیں یہاں اکثر
یہیں ڈیرہ پڑا ہے سرکس کا — میں نے دیکھا ہے اس میں بھی جا کر
بیچ میں اس کے ایک حلقہ ہے — جس میں سیکل کا ہوتا ہے چکر
دیکھنے کا کمال ہے یہ بھی — دیکھنے کا ہے واقعی یہ ہنر
اس کے بازو میں ایک منڈوا ہے — کوئی سرکش ہے یا کوئی تھیٹر
نہیں معلوم پوچھنا کس سے؟ — ایک بھی آدمی نہ تھا واں پر
سینٹو ییٹو گراف امریکن — آگے لکھا تھا ایک کاغذ پر
رات میں اس کا کھیل ہوتا ہے — قابلِ دید یہ بھی ہے منظر
مختلف سین اس میں ہوتے ہیں — لیڈیاں ناچتی ہیں مل کر
اس جگہ ایک اور ڈیرہ ہے — روبرو جس کے رہتے ہیں ٹیگر
اس میں دو آدمی عجائب ہیں — مثل ان کے نہ ہوگا کوئی بشر
ان کو دیکھا تو ہو گئی معلوم — قدرت و شانِ خالقِ اکبر
یعنی اک آدمی کے سینے سے — بچہ نکلا ہوا ہے اک باہر
ہاتھ اور پیر باقی سب اعضا — اسکے باہر ہیں لیک سر اندر
پست قد آدمی بھی ہے اک اور — جو زبانوں میں ہے زباں آور

تین بالشت کا ہے قد اس کا ‏— اور اتنا ہی ہو گا حلقۂ سر
الغرض دیکھ کر تماشے یہ ‏— اگز بیشن کو دیکھا پھر جا کر
اگز بیشن اسی مکاں میں ہے ‏— گارڈن پارٹی کا تھا جو گھر
سامنے آئینے ہیں آویزاں ‏— جن کی قیمت ہزار سے اوپر
ایک آئینہ میں خطابِ حضور ‏— آئینہ سے لکھا ہوا بہتر
پہلے دالان میں ہیں کمرے چند ‏— جن میں ہے کارچوب اور زیور
مختلف کام کارچوب میں ہیں ‏— اصل سے نقل ہے کہیں بڑھ کر
کہیں مینار جگمگاتا ہے ‏— کہیں مسجد کا ہے عجب منظر
کہیں ہے مور ناچنے والا ‏— کس قدر خوشنما ہیں اسکے پر
کہیں ہیں پُر بہار گل بوٹے ‏— جس سے ظاہر ہے قدرتِ نیچر
اک طرف زیورات رکھے ہیں ‏— خوشنما ان میں ہیں دُر و گوہر
حُسن ان کا دوبالا ہو گا اور ‏— جب کوئی پہنے اُن کو رشکِ قمر
ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟ ‏— دیکھ لو تم کسی کو پہنا کر
صنعت و دستکاریٔ نسواں ‏— اگز بیشن میں ہے مگر کمتر
یادگارِ زمانۂ پیشیں ‏— ہیں قدیم اسلحہ بھی یاں اکثر
دو بڑے گرز ہیں معاذاللہ ‏— اور تلوار و تیغ و خود و سپر
خنجر و تیغہ و سنان و زرہ ‏— سب ہیں پر کیا کرے کوئی لیکر؟
اب نمایش کے ہو گئے ہتھیار ‏— کیونکہ پہلا سا ہے نہ خوف و خطر
یور بچوں کو کر دیا زندہ ‏— ابنِ مریم ہے کوئی کاریگر
یعنی کھال ان کی سی ہے کیا اس نے ‏— مُردے کو زندہ کر دیا یکسر
اور دستے میں ہیں گھڑیاں ‏— روز و تاریخ و ماہ کے مظہر

اور اک جوڑ جھاڑ کی بھی ہے　　وہ بھی ہے خوشنما و خوش منظر
دوسرے ہال میں ہے ایک پلنگ　　چار پریاں ہیں جس کے پایوں پر
دو کے ہاتھوں میں چھوٹے پنکھے ہیں　　دو ہیں سارنگیاں کھڑیں لیکر
یہ بجاتی ہیں اور وہ جھلتی ہیں　　جب کوئی شخص سوتا ہے اسپر
آسماں گڑھ میں پہلے تھا یہ پلنگ　　آسمانجاہ سوتے تھے جس پر
آج زیرِ زمیں وہ سوتے ہیں　　آج وہ ہوگئے ہیں خاک بسر
آسمانجاہ پر نہیں موقوف　　یاں نہ دارا رہا نہ اسکندر
اگز بیشن سے چلدیا میں کہاں؟　　برسرِ مطلب آ مدم یکسر
اور اسباب بھی ہے کچھ لیکن　　اس طرف دیسی چیزیں ہیں اکثر
ساڑیاں اور دھوتیاں رومال　　ہیں دکن کے بنے ہوئے یکسر
قالیں اور غالیچے بھی لٹکی ہیں　　محبسوں سے یہ آئے ہیں بنکر
طالب علم سمتِ غربی نے　　کارِ زرّیں کیا ہے مخمل پر
اس میں اک اور چھوٹا کمرہ ہے　　جس میں رکھا ہوا ہے فرنیچر
صحن میں جس جگہ تھے جلوہ نما　　جوبلی میں شہ سکندر رفر
اب وہاں ان کا ایک فوٹو ہے　　گویا نعم البدل ہے یہ ہم پر
سامنے نقروی دو ہاتھی ہیں　　ایک مصنوعی نیچے ہے ٹیگر
اک رباعی لکھی ہے نستعلیق　　منشی شاکر علی نے سرتا سر
اب جلی خط میں اس کو لکھا ہے　　پہلے لکھا تھا اس کو چاول پر
اور گلستاں بھی ایک لکھی تھی　　جس میں دکھلائے تھے انھوں نے ہنر
ہائے تاراج ہوگئی وہ کتاب　　قیمتِ زعفراں چہ داند خر؟
یہ گلستاں جو ہوگئی برباد　　منشی جی ٹھنڈے ہوگئے جلکر

ان کی محنت پہ پھر گیا پانی — پڑ گئی خاک ان کی کوشش پر
تیسرے ہال میں سلیقے سے — تھا کتابوں کا سامنے دفتر
حکمت و منطق و ریاضی ہے — لائف و ہسٹری و لٹریچر
دوسری اور بھی کتابیں ہیں — نام لکھنا بھی جن کا ہے دوبھر
الغرض مخزنِ علوم و فنون — بن گیا ہے یہ اگزبیشن گھر
ایک پتلا ہے وہ لیاقت کا — اگزبیشن کا ہے جو ڈائرکٹر
بڑی بڑی چیزیں رکھی ہوئی ہیں یہاں — اور دیکھو شکار کا منظر
اگزبیشن میں ہیں بہت فوٹو — قابلِ دید ان میں دو ہیں مگر
ایک تصویر شاہِ آصف کی — جو ہے ریشم سے سی ہوئی یکسر
ایک تصویر راجہ صاحب کی — وہی صنعت ہے اس میں بھی مضمر
اگزبیشن کی گر لکھوں تفصیل — چاہیئے مجھکو اک بڑا دفتر
باوجود دیکھ بارہا دیکھا — حصر میں اس کے عقل ہے ششدر
اس لئے مختصر لکھا ہے حال — کیونکہ مجبور ہوں میں مائی ڈیر
میں نے جب اچھی طرح دیکھ لیا — اگزبیشن سے آ گیا باہر
ٹٹیوں کا بنا ہے اک کمپونڈ — جہاں ٹینس ہیں کھیلتے جا کر
فینسی مال کچھ رکھا ہے یہاں — نیز اسباب مختلف دیگر
بنگیاں بھی رکھی ہوئی ہیں یاں — اور رکھی ہوئی تھی اک موٹر
اگزبیشن کا یہ ضمیمہ ہے — ہر طرف دیکھتا تھا میں پھر کر
بیچ میں اس کے ایک جھولا ہے — جھولتے رہیئے اس میں آٹھ پہر
سامنے اس کے ایک ہوٹل ہے — یوربین اپنی میموں کو لیکر
مختلف کرسیوں پہ بیٹھے ہیں — بیچ میں چھوٹے میز ہیں جن پر

کھانے کو کیک اور بسکٹ ہیں — پینے کو اکٹ برانڈی کا کنٹر
سنتے ہیں روز شہرِ بمبئی سے — مچھلی آتی ہے یاں پہ شام و سحر
گر یہ جھوٹی خبر ہو اے صاحب! — اس کا الزام راوی کے سر پر
قصہ کوتاہ چھا گئی ظلمت — چھپ گیا آفتاب بھی ڈر کر
بجلی کے گولے ہو گئے روشن — اب تو کچھ اور ہو گیا منظر
پھر تو میں اپنے دوستوں کے ساتھ — ڈٹ گیا ایک دیسی ہوٹل پر
کھانا کھانے کے بعد ہوٹل سے — ہم چلے سب کے سب سوئے تھیٹر
ایک رستہ میں اک معزز دوست — جوئے خانہ میں ڈٹ گئے جا کر
ان کے سایہ کی طرح تھے ہم بھی — دیکھیں تو کھیلتے ہیں یہ کیونکر؟
پہلے ہی بار زورِ قسمت سے — ایک کے چار ہو گئے یکسر
پھر تو ان کو طمع نے گھیر لیا — جتنے جیتے تھے اتنے ہارے مگر
پانچویں مرتبہ وہ پھر جیتے — پھر وہی حال ہو گیا یکسر
وہ نہ کچھ جیتے اور نہ ہارے کچھ — ان کا ان کو ہی رہ گیا بچ کر
پھر وہاں سے ہم آئے ناٹک میں — لیا اک دوست نے ٹکٹ گھس کر
اگزبیشن کو دیکھ کر ہم پھر — ہو گئے جلد داخلِ تھیٹر
ہر طرف ذکرِ خیر ہے اس کا — دو نو ناٹک میں کون ہے بہتر؟
کوئی تعریف اس کی کرتا تھا — اس میں بھی اچھے اچھے ہیں اکثر
اس میں سہراب جی بھی ہے جس کا — مسخری میں نہیں کوئی ہمسر
دیکھنے کے ہیں اس کے ناز و ادا — اک جگن ناتھ نامی ہے ایکٹر
کوئی کہتا تھا ماسوا اس کے — پردے بھی اس کے ہیں بہت بہتر
بعض کاؤس جی کے قائل تھے — کہتے تھے بے نظیر ہے گوہر

اور مسخرہ میں ہے حماقت بیگ — اور موہن ہے گانے میں بہتر
قصہ کوتاہ دیکھ کر سب کچھ — مسٹر آزاد آئے اپنے گھر

(۲۸) شکوۂ آزاد حیدرآبادی بجناب خواجہ معین الدین اجمیری

مرے مولا! مرے آقا معین الدین اجمیری! — مرے مرشد! مرے خواجہ معین الدین اجمیری
ارادہ تھا مرا اس سال پہونچوں آستانہ تک — رشید الدین نے روکا معین الدین اجمیری
نظام آباد سے ناگاہ وہ اجمیر جا پہنچا — دیا اس نے مجھے دھوکا معین الدین اجمیری
نہ زادِ راہ پلّے ہے نہ امنِ راہ سنتے ہیں — نہیں ہے ریل کا رستہ معین الدین اجمیری
نہیں ہے عرس سے مطلب زیارت کی تمنا ہے — خدا چاہے تو آؤں گا معین الدین اجمیری
ہیں جتنے آجکل مرشد وہ دنیا دار ہیں سارے — نہیں ہیں معتقدان کا معین الدین اجمیری
طلب ہے پیرِ کامل کی اسی کی جستجو میں ہوں — پتہ اس کا نہیں ملتا معین الدین اجمیری
خدا کے واسطے آزاد کو کر لے غلام اپنا — مدد فرما مدد فرما معین الدین اجمیری

(۲۹) فتادگی برہِ یار رہنمائے منست

بیا کہ نزدِ تو اے جان! دوائے دائے منست — زبوسۂ شفتینِ تو بس شفائے منست
مگر کہ در ورقِ گل خلیدہ نشترِ خار؟ — صدائے بلبلِ گلزار چوں صدائے منست
ز آتشِ غمِ ہجرِ تو آبروئے نماند — چو خاک پائے تو بودن مراہوائے منست
زہفتخوانِ سپہرِ کمینگاں پرورد — مدام خونِ جگر لختِ دل غذائے منست
شدہ ہلاہل و آبِ بقا لب و چشمش — ازاں حیات منست وازیں قضائے منست
چو یار رسم کند باکِ دورِ گردوں چیست؟ — زبحرِ غم چہ الم ناخدا خدائے منست
عصا نماشدہ ہر خارِ وادیٔ غربت — فتادگی برہِ یار رہنمائے منست

چرا از دشت نوردی کنارہ برگیرم؟ چہ بیم خار؟ کہ آتش بزیر پائے منست
چنانکہ ماہ زخور تاب دارد اے آزاد زسوز آتش آں شمع روضیائے منست

(۳۰) ایک مس سے ملاقات

ملی رات میں ہم سے جب ایک مس کہا ہم نے گڈ نائیٹ ہوڈو یو ڈو ؟
تو اس نے بھی ہم سے کیا شیک ہینڈ کہا ہنس کے پھر کویٹ ول، تھینک یو

(۳۱) حیدرآباد! توآباد رہے

میری محبوب کا تو مسکن ہے تا قیامت تری بنیاد رہے
تجھ میں آزاد رہے یا نہ رہے حیدرآباد! توآباد رہے

(۳۲) عید مبارک

ماہِ رمضاں کہکے چلا عید مبارک! شوّال نے بھی بڑھکے کہا عید مبارک
گڈ بائی میں نے اُس کو کہا اس کو ویلکم پھر میں نے آپ کو بھی لکھا عید مبارک

(۳۳) ثنائے خواجہ

بھائی ہے مجھے ادائے خواجہ اُمّی و ابی فدائے خواجہ
حاصل ہوی مجکو قرۃ العین مقبول ہوی دعائے خواجہ
ہے آرزو دل کی کاش ہر سال اجمیر مجھے بلائے خواجہ
ذرہ سے وہ آفتاب ہوجائے بن جائے جو خاک پائے خواجہ
میں اور مری زبان کیا ہے؟ کس منھ سے کروں ثنائے خواجہ؟

(۳۴) اسپورٹس ہائی سکول ورنگل بابتہ ۱۳۳۱ف

آج ہیں اسپورٹس ہائی سکول میں — گویا گُل بوٹے لگے ہیں پھول میں
رنگ ہولی میں یہ لائی جمپ ہے — اک طرف دیکھو تو ہائی جمپ ہے
بھر کے آئی ہے نیا یہ سانگ جمپ — اک طرف کو ہو رہی ہے لانگ جمپ
دیکھنا یہ ہے کلنگ فٹ بال کی — اور تھروئنگ آف دی ائرن بال بھی
یہ تھروئنگ آف دی ائرن بال ہے — قوّتِ بازو یہ گویا دال ہے
یہ تھری لکڈ ہے یہ ہے سیک ریس — ہارڈل یا اپسٹیکل ہے ایک ریس
دیکھنا اسپون ریس آغاز ہے — واہ وا بچّوں کا کیا انداز ہے
وہ رننگ ہے دیکھو ہنڈرڈ یارڈ کی — یہ رننگ ہے ہاف میل اب دوسری
بیاڈمنٹن کا ہوا کیا فیر گیم — دیکھنے والوں نے دیکھا فیر گیم
دیکھنا فٹ بال میاچ اب دیکھنا — ورزشی ہے یہ بھی کرتب دیکھنا
دیکھنا سیکل سلو ریس اب ذرا — جو رہا پیچھے وہ بازی لے گیا
دیکھنا اک سمت ٹگ آف وار ہے — کشمکش میں کس کا بیڑا پار ہے؟
چھوٹے بچّو! لو جلیبی کھاؤ آؤ — مُنہ سے کھاؤ ہاتھ اس کو مت لگاؤ
ہے مزے کی شرط منہ میٹھا کرو — پھُرتی کرکے شرط تم جیتا کرو
واہ واہ! اے پیارے لڑکو واہ وا! — آؤ تم میداں میں جھٹ کو داہ وا!
جیسے پڑھنے لکھنے میں تم طاق ہو — ویسے ہی کھیلوں میں بھی مشّاق ہو
آج تم سا مردِ میداں ہی نہیں — آفریں! صد آفریں!! صد آفریں!!!
ہو چھپے رستم فلاطونِ زماں — تم ہلا دو گے زمین و آسماں
روح سے اور جسم سے تم کام لو — جیتنے والو! چلو انعام لو

ترا اسم

(۱) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۱- اے گُلِ کُل انبیاؑ و مرسلیں!
اے ادیبِ جملہ آدابِ خدا!
منظرِ حسنِ خدا تو ہی تو ہے
ساری دنیا دم بھرے ہر دم ترا

پیشوائے اُمّتِ خیر الامم!
قاصدِ توحیدِ ربِّ ذوالجلال!
تو خزانہ ہے عرب کا لا کلام
ہم میں پیدا ہو ترا نقشِ خیال

۳- تیرا دل کیا پاک تن کیا صاف ہے
جس کا دیکھا آج تک سایہ نہیں
تو بڑوں میں سے ہے بڑا ہی شاندار
پر سدا رہتا ہے چھوٹوں کے قریں

۴- اے تحمّل! تیری عظمت کو یہاں
جانتے ہیں سب نصاریٰ اور یہود
تو نے فرمایا کہ "ہے ان کو بھی عقل
چند میں محدود کیوں ربِّ ودود"

LORD MOHAMED

1. O Flower of all the Prophets
Teacher of truths divine
Thou vision of God's beauty
The whole world's love be thine.

2. Thou messenger of brotherhood
And of God's unity
Thou treasure of Arabia
May we grow like to thee.

3. So pure thy heart, so fine thy form
That it no shadows cast.
Great with the great, thou didst appear
And with the small always so near.

4. O tolerance sublimely shown
To Christian or to Jew
"They also have a soul," thou cried,
Why limit God to few.

Mushtari.

(۲) موسمِ گرما کا آخری گلاب کا پھول

۱- آخری ہے گلاب کا تو پھول
گرمیوں میں کھلا ہوا تنہا
تیرے ساتھی جو خوبصورت تھے
سارے مرجھا گئے ہیں اور کھلا
اب نہ کوئی گلاب کا ہے پھول
اور نہ کوئی گلاب کی ہے کلی
جو ہنسے تیرے کھلکھلانے سے
آہ و نالے میں بھی بنے ساتھی

۲- میں نہ چھوڑوں گا تجکو اب تنہا
تیری ٹہنی پہ رنج کو سہنے
جبکہ سب تیرے پیارے سو گئے ہیں
تو بھی جا اور سو جا ساتھ ان کے
مہربانی سے میں بکھیرتا ہوں
پتیاں تیری اُس بچھونے پر
ہیں جہاں تیرے باغ والے سب
بیکسی میں پڑے ہوئے مر کر

۳- میں بہت جلد ان کا دونگا ساتھ
جب مرے دوست ہو گئے ہیں فنا
گویا اک حلقۂ محبت سے
ہو گئے ہیں جواہر اس کے جدا

THE LAST ROSE OF SUMMER.

1. 'Tis the last rose of summer
   Left blooming alone;
All her lovely companions
   Are faded and gone.
No flower of her kindered
   No rose-bud is nigh
To reflect back her blushes
   To give sigh for sigh.

2. I'll not leave thee, thou love one
   To pine on the stem;
Since the lovely are sleeping,
   Go sleep thou with them.
Thus kindly I scatter
   Thy leaves o'er the bed,
Where thy mates of the garden
   Lie scentless and dead.

3. So soon may I follow
   When friendships decay;
And from Love's shinning circle
   The gems drop away.

جبکہ مرجھا گئے ہیں سچے دل
اُڑ گئے سارے والہ و شیدا
آہ کون اس اُجاڑ دنیا کو
کرے آباد یکہ و تنہا

(۳) چھوٹا پودہ

گویا بیج کے دل کے اندر
دفن کیا ہوا بجد گہرا
اک چھوٹا سا پودا خوشتر
گہری نیند میں سویا ہوا تھا
بولی اُس سے دھوپ اُٹھو جاؤ
روشنی تک تم دھیمے دھیمے
اپنی صدا میں "جاگو جاگو"
پانی کے روشن قطرے بولے
پھر جو سُنا چھوٹے پودے نے
اپنی جگہ پر سے وہ اُٹھا
تاکہ آن کے خود ہی دیکھے
کیسی نرالی ہے یہ دنیا؟

(۴) سویرے سونا

سویرے ہی اُٹھنا سویرے ہی سونا
یہ اچھا طریقہ ہے ہوشیار ہونا

When true hearts lie withered,
And fond ones are flown
Oh! who would inherit
This bleak world alone.

Thomas Moore.

A LITTLE PLANT.

In the heart of a seed
Buried deep, so deep
A dear little plant
Lay fast asleep.
"Wake" said the sun-shine
"And creep to the light"
"Wake" said the voice
Of the rain drops bright
The little plant heard
And it rose to see
What the wonderful
Outside world might be.

EARLY TO BED.

1. Early to bed and early to rise
Is, I have heard, the way to be wise

اگر تندرستی کو تم چاہتے ہو
سویرے ہی سو و سویرے ہی اٹھو
رہیگی تری پھیلی اور تندرستی
ضرورت نہیں نرس کی ڈاکٹر کی
سویرے ہی اُٹھنا سویرے ہی سونا
ہے صحت بھی دانائی بھی اور سونا

(۵) ستارہ

چمک چمک اے چھوٹے تارے!
حیرت مجھ تو کون ہے پیارے
اوپر دنیا کے یہ اونچا
گردوں میں ہیرے کے جیسا
جب یہ سورج جا چکتا ہے
اور اندھیرا آ چکتا ہے
اپنی دھیمی روشنی شب کو
تو بتلاتا ہے ہم سب کو
تاریکی میں چلنے والا
شکر ادا کرتا ہے تیرا
راستہ اس کو سوجھے کیسے؟
تو نہ اگر دنیا میں چمکے

2. If health you would seek, this counsel you 'll take
Be early asleep, and early awake.

3. 'Tis good for your health, 'tis good for your purse
No doctor you 'll need & seldom a nurse.

4. Then early to bed and early to rise,
That you may be healthy, wealthy and wise.

STAR.

Twinkle, twinkle little star
How I wonder what you are
Up above the world so high
Like a diamond in the sky.
When the burning sun is gone
And he nothing shines upon
Then you show your little light
Twinkle, twinkle all the night.
Then the traveller in the dark
Thanks you for your tiny spark
He would not see which way to go
If you did not twinkle so.

(۶) اندھی پھول بیچنے والی کا گیت

لوگو! میرے پھول خرید و — کہتی ہوں عجز سے پھول خریدو
پاؤں کے نیچے جو یہ زمیں ہے — سنتی ہوں لوگوں سے کہ حسیں ہے
ہیں یہ پھول اسی کے بچّے — حسن ہے ماں کا ظاہر جن سے
اٹھ کے ابھی ابھی یہ ہیں آئے — گود میں ماں کی پڑے سوتے تھے
سوتوں کو یونہی اُٹھا لائی ہوں — اوس کی زد سے بچا لائی ہوں
چلتی تھی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں — ماں پڑھ پڑھ کر گویا دعائیں
پھول سے بچّوں پہ دم کرتی تھی — ہر دم ان کا دم بھرتی تھی
بچّوں کے لب پر یہ جو عیاں ہیں — میٹھے پیار کے ماں کے نشاں ہیں
دیکھئے تو رخسارِ مادر — اشکِ محبّت سے ہیں اب تر
دن رات انکی ہے وہ نگہباں — فکر میں بے چین اور ہے گریاں
گاہ بہاتی آنسو خوشی کے — بچّے کیسے اچھے اُٹھے
قطرۂ شبنم آنسو اس کا — ماں کی محبّت ہے سرچشمہ
لوگو دنیا نور کا گھر ہے — جس میں قلب یار بھی گھر ہے
زندہ رہتی ہے امیں محبّت — نام سے نفرت کے ہے نفرت
لیکن مجھ بیکس اندھی کا — گھر ہے اندھیری رات کا کالا
جس میں فقط آوازیں ہیں بستی — اور نظر آتا نہیں کوئی
گویا کھڑی ہوں نیچے زمیں کے — آفت کی ندیوں کے کنارے
اچھی بُری پرچھائیاں ساری — پاس سے میرے جو ہیں گذرتی
ان کی آوازیں سنتی ہوں — سوچ کے پھر یہ سر دھنتی ہوں

صورتیں ہونگی ان میں وہ بھی — کرتے ہیں عاشق پوجا جنکی
کیسی وہ شکلیں ہونگی آہی! — دیکھوں کیسے؟ آنکھ ہے اندھی
دل میں جوش اُٹھتا ہے جس دم — ہاتھ کو پھیلاتی ہوں پیہم
ہلے سوائے خالی خولی — آوازوں کے کچھ نہیں سنتی
زندہ چیز اک پرچھائیں ہے — جس میں صدا ہے جسم نہیں ہے
لوگو! میرے پھول خریدو — کہتی ہیں کیا یہ جانیں؟ سنو تو
اُن کو بھی دی ہے زباں اللہ نے — تاکہ کریں فریاد یہ تم سے
اس لڑکی کا سانس ہماری — مرجھا دے گا پنکھڑیاں ساری
ہم نازک ہیں پھول حسیں ہیں — نور کے بچے چشم زمیں ہیں
تاریکی میں رہنے والی — لڑکی سے ہے جان گھبراتی
نابینا کے قید سے ہم کو — کیجئے آزاد اب اے لوگو!
بے نور اس کی آنکھیں ستم ہیں — عاشق دیکھنے والے کے ہم ہیں
تاریکی میں حسن ہمارا — کہئے اب تک کس نے دیکھا؟

(۷) ترجمہ نظم ٹیگور

(۱)

دلہن تو کام چھوڑ دے مہمان آ گیا — زنجیر ترے در کی ہے سن وہ ہلا رہا
دیکھ! اب ترے کڑے نہ بجیں اس کا رکھ خیال — تیزی نہ کر سنبھل کے چل آہستگی کی چال
دلہن! بس اب تو چھوڑ بھی دے اپنا سارا کام — مہمان آن پہنچا ہے اور ہو گئی ہے شام
دلہن نہ ڈر ہوا یہ نہیں ہے ڈراونی — (زنجیر جو ہلاتی ہے) چھٹکی ہے چاندنی
اپریل کا مہینہ ہے خاصی ہے روشنی — ظلمت کا اب تو نام نہیں زیر سایہ بھی
گھونگھٹ نکال لے ہے اگر شرم کی ادا — دروازے تک چراغ بھی ڈر ہے تو لیتی جا

اس سے نہ بات کر تو جو غیرت ہے ایسی ہی
جب سامنا ہو آڑ میں ہو جا کواڑ کی

گر تجھ سے پوچھے بھی تو نہ دے اسکو تو جواب
آنکھیں تو نیچی کر لے رہے شرم کا حجاب

ہاں اک خیال تجھکو بس اس بات کا رہے
لائے جو گھر چراغ دکھاتی ہوئی اُسے

تو چوڑیوں میں تیری نہ جھنکار ہو کبھو
غرمیلی ہے تو اس سے نہ کر کچھ بھی گفتگو

دلہن ! یہ کام ختم ابھی تک نہیں ہوا؟
مہمان آن پہنچا۔ دیا بھی نہیں جلا

کیا وجہ ہے کہ شام کی پوجا کی ٹوکری
غفلت سے تیری ٹھیک ابھی تک نہیں ہوئی

سیندور تو نے مانگ میں ابتک نہیں بھرا
رخصت کا جوڑا ابھی نہیں پہنایہ کیا کیا!

مہمان تیرا آگیا سنتی ہے او دلہن!
اب کام چھوڑ دے۔ تجھے کیوں اسکی ہے لگن؟

(۲)

جیسی ہے ویسی ہی تو دلہن ابس چلی بھی آ!
تو دیر کچھ بناؤ میں ہرگز نہ اب لگا

سیدھی نہیں ہے مانگ پریشان ہیں جو بال
کرتی کا تکمہ بھی جو کھلا ہے نہ کر خیال

جیسی ہے ویسی ہی تو دلہن ابس چلی بھی آ!
تو دیر کچھ بناؤ میں ہرگز نہ اب لگا

آ! پھرتی سے آ! گھاس کو تو روندتی ہوئی
پروا نہیں گر اس میں چھٹی مہندی پاؤں کی

رہنے دے گھونگرو جو تیرے ڈھیلے ہو گئے
تیری بلا سے گر گئے موتی جو مالے سے

آ! پھرتی سے آ! گھاس کو تو روندتی ہوئی
پروا نہیں گر اس میں چھٹی مہندی پاؤں کی

دیکھ آج آسمان پر اپنی نظر اُٹھا
گھنگھور کالی کالی سی چھائی ہے کیا گھٹا

اٹھی کنارِ دریا سے بگلوں کی وہ قطار
میدان میں ہوا کے ہے فراٹوں کی بہار

گاؤں کی سمت دیکھنا! گھبرائے جانور
کیا اپنے اپنے ڈیروں کو جاتے ہیں بھاگ کر

دیکھ آج آسمان پر اپنی نظر اُٹھا
گھنگھور کالی کالی سی چھائی ہے کیا گھٹا

تو مت جلا چراغ کو کرنے سنگار اب
جھونکے ہوا کے دینگے بجھا ہوشیار اب

کیا فائدہ بناؤ سے؟ ہے کون دیکھتا؟
ان تیری پیاری آنکھوں میں کاجل نہیں لگا

خود تیری آنکھیں کالی گھٹاؤں سے ہیں سوا — بیکار ہے چراغ لگانا وہ بجھ گیا
جیسی ہے ویسی ہی تو دلہن اب چلی بھی آ — تو دیر کچھ بناؤ میں ہرگز نہ اب لگا
پھولوں کا گجرا گوندھا ہوا گر نہیں تو کیا؟ — ہاتھوں میں دست بند نہیں ہیں تو کیا ہوا!
بادل اُمنڈ اُمنڈ کے آتے ہیں دیکھنا — ہاں دیر ہو گئی ہے بہت دیر مت لگا
جیسی ہے ویسی ہی تو دلہن اب چلی بھی آ — تو دیر کچھ بناؤ میں ہرگز نہ اب لگا

راز و نیاز

(۱) فراق نامہ بہ محبوب از راجکوٹ مورخہ ۷ امرداد ۱۳۱۷ف

تری جدائی سے ہوں بیقرار اے محبوب! — تڑپ رہی ہے مری جانِ زار اے محبوب!
نہ دن کو چین ہے مجھکو نہ رات کو آرام — یہ حال ہے مرا لیل و نہار اے محبوب!
تری ہی یاد ہے ہر لحظہ ہر گھڑی ہر دم — پکارتا ہوں تجھے بار بار اے محبوب!
وہ رات دن ترا مجھ سے لپٹ لپٹ جانا — وہ بھینچ بھینچ کے پھر کرنا پیار اے محبوب!
خدا کرے کہ ہو اس نوکری کا مُنھ کالا — چھٹا ہے جسکے سبب تجھ سا یار اے محبوب!
اُمید تو ہے کہ بچھڑے ہوؤں کو پھر اک دن — ملائیگا مرا پروردگار اے محبوب!

(۲) اشتیاق نامہ بہ بانوئے خود از مکتھل مورخہ ۲۲ دے ۱۳۲۶ف

نہ پوچھو حالت ہماری بانو! بلا کے صدمے اُٹھا رہے ہیں — بہت ہی تکلیف ہو رہی ہے جو اب کے تم سے جدا رہے ہیں
تمھاری فرقت کے دن غضب ہیں بڑی مصیبت کا سامنا ہے — ہر رات آفت تو دن قیامت یہ اندنوں کیا ستا رہے ہیں

کہاں کا کھانا؟ کہاں کا پینا؟ عجب طریقہ کا ہے یہ جینا ۔۔۔ ہم اپنا خون آپ پی رہے ہیں جو غم جدائی کا کھا رہے ہیں
یہ کیا زمانہ ہے بیخودی کا کہ ہم بھی بھولے ہوئے ہیں خود کو ۔۔۔ تمھاری ہی لو لگی ہوئی ہے تمھیں کو دل میں بٹھا رہے ہیں
ہوئے اطاعون چل رہی ہے چہار جانب خدا بچائے ۔۔۔ جہاں کہیں دیکھو اس طرف سے اسی کے اخبار آ رہے ہیں
یہ خط تمھارا جو آج آیا ہوئی ہے تسکین دل کو اس سے ۔۔۔ ہم اسکو سینہ پہ رکھ رہے ہیں او آنکھوں سے بھی لگا رہے ہیں
بڑی مسرت ہو ہمکو بانو! ہو ایسی بھرمار ان خطوں کی ۔۔۔ وہاں سے روزانہ آ رہے ہیں یہاں سے روزانہ جا رہے ہیں

(۳) جوابِ خطِ بانوئے مکتحل خود از موزخہ ۲۸ ر دے سنہ ۱۳۲۶ ف

خط ترا آج آیا اے گلعذار بانو! ۔۔۔ ہے بیقرار دل کو کچھ کچھ قرار بانو!
تم کو ستاتے ہیں آتے ہیں یاد مجکو ۔۔۔ میری طرف سے کرنا بچوں کو پیار بانو!
فرقت کی آگ گویا دونوں طرف لگی ہے ۔۔۔ یاں بے قرار میں ہوں واں بیقرار بانو!
بس رات دن ہے مجکو ازبس خیال اس کا ۔۔۔ آنکھوں کے سامنے ہو لیل و نہار بانو!
تیرے فراق کے وہ صدمے اٹھائے کب تک؟ ۔۔۔ بے تاب و ناتواں ہے یہ جان زار بانو!
مژدہ ہے یہ خوشی کا سن لے خدا جو چاہے ۔۔۔ جمعہ کو ہونگے اسکے ہم تم دوچار بانو!
تعطیل ہے مقامی رخصت بھی مینے لی ہے ۔۔۔ سرما کی چھٹیوں کا کیوں انتظار بانو!
آفت کے بعد راحت ملنا تو لازمی ہے ۔۔۔ موسم گیا خزاں کا آئی بہار بانو!
ہاتھی نکل گیا ہے اور دم اٹک گئی ہے ۔۔۔ تھوڑے سے ہی دن کا غم ہے اے دلفگار بانو!

(۴) جوابِ کارڈ مومن علی صاحب بھونگیری

آپ کا کارڈ آج آیا ہے ۔۔۔ یہ ہے اس کا جواب مائی ڈیر!
نیکی اور پوچھ پوچھ بسم اللہ ۔۔۔ آپ کر دیجئے منی آرڈر
ہو گیا ہوں میں زیر بار بہت ۔۔۔ ہے ضرورت مجھے زیادہ تر

بیسیوں کام میرے نکلیں گے
روپیئے بیس آپ بھیجیں اگر
مفت میں مول لو مجھے مومن!
تم مرے روپیئے مجھے دے کر

(۵) اشتیاق نامہ بہ بانوئے خود

مری پیاری بانو! مری جان بانو!
بڑھے تیری یہ عزت و شان بانو!
تصور میں رہتا ہوں دن رات تیرے
مری آنکھوں میں ہے تو ہر آن بانو!
جدائی تری شاق ہے مجھ پہ بیحد
ہوں فرقت میں تیری پریشان بانو!
ترے خط سے ہو جاتی ہے کچھ تسلی
تو خط لکھنے سے ہو نہ انجان بانو!
مجھے بھی سمجھنا زبردار اپنا
مرا ماننی ہے تو فرمان بانو!
خدا رکھے تجکو تو مجھ پر فدا ہے
دل و جاں سے میں تجھ پہ قربان بانو!
خدا چاہے تو اس کی تو فکر مت کر
یہ مشکل تری ہوگی آسان بانو!
برا مجکو دشمن کہے لاکھ لیکن
نہ رکھ اس کی باتوں پہ تو کان بانو!
خدا نے دکھایا ہے دشمن کو نیچا
خدا کا یہ ہم پر ہے احسان بانو!

(۶) جواب خط برادر معظم مولانا مولوی سید اعظم اللہ حسینی صاحب اطہر

از مکتھل مورخہ ۲۲ شہریور ۱۳۲۶ف

خیریت لکھوں یا حساب لکھوں؟
آپ کے خط کا کیا جواب لکھوں؟
کوئی بنیا نہیں ہوں میں حضرت!
کس طرح آپ کا حساب لکھوں؟
ہائے افسوس مجکو وقت نہیں
جی میں آتا ہے اک کتاب لکھوں
ضرب و تقسیم میں ہے بس تفریق
جمع کا خاک اب حساب لکھوں
آپ کا ہے سوال لاینحل
دل کا کیا اپنے پیچ و تاب لکھوں؟

نوک جھوک

(۱) عقارب کالعقارب

مقابل جب فروغِ دیدۂ افسر نکلتے ہیں — یہ اعدا اور ان کے ہاتھ سے بچکر نکلتے ہیں
مثل مشہور ہے دنیا میں ہر فرعون راموسیٰ — یونہی ناپاک کا سر توڑنے اطہر نکلتے ہیں
اقارب کالعقارب فی اذا ہیں تو پھر ہم بھی — پہن لیتے ہیں جوتا گھر سے جب باہر نکلتے ہیں
ذرا دیکھو زمینِ خاندانِ احمدیہ سے — کہیں ہیرے نکلتے ہیں کہیں پتھر نکلتے ہیں
ہوا دھوکا ہمیں کمسنی میں ہم نہ سمجھے تھے — کہ زاہد کا بدلکر بھیس غارت گر نکلتے ہیں
ہوس پیدا ہوئی ہے اب ستمگر بچ نہیں سکتا — سمجھ لو موت ہے چیونٹی کی جب دم پر نکلتے ہیں
یہ اٹھائیسویں خورداد کے اجلاس پر غل تھا — کہ جاگیرِ سرن پلی سے منیجر نکلتے ہیں
نکلتا ہے کماں کے گوشہ سے جسطرح تیر آزاد — مکاں سے ایک کج فطرت کے ہم اکثر نکلتے ہیں

(۲) ثالث بالخیر

ہم دونوں برادر ہیں نہ تھا مطلق بیر — بالذّات تو متحد تھے صورت میں غیر
اک شخص نے کچھ آگ لگائی ایسی — ہم دونوں بُرے ٹھہرے وہ ثالث بالخیر

(۳) داستانِ رائچور

گوشِ دل سے سُنئے کچھ کچھ داستانِ رائچور — مختصر آزاد کرتا ہے بیانِ رائچور

یہ بھی تھا بہ از پدر مدراس کا بچہ کبھی | دیکھئے کیسا ہے عالی خاندانِ رائچور
ڈھونڈھنے پر بھی نہیں ملتا ہے رہنے کو ہیر | لامکاں کا حکم رکھتا ہے مکانِ رائچور
کمپنی لیتے ہیں قیمت حالی کے بدلے دو چند | دن دہاڑے لوٹتے ہیں تاجرانِ رائچور
ڈھائی آنے روپیہ کلدار کی بنوائی کے | دیتے ہیں جرمانہ ہر سہ نوکرانِ رائچور
حالی و کلدار کے جزر او رمد کو دیکھ کر | رو رہے ہیں مثلِ دریا ساکنانِ رائچور
دیکھتے رہتے ہیں اسکو رات دن پھر سرطرف | کیوں نہیں کرتے توجہ حاکمانِ رائچور؟
اختلافِ السنہ سے بھی مصیبت ہی بڑی | اپنی اُردو اور کنڑی ہے زبانِ رائچور
پانی کی بھی سخت ہے تکلیف مثلِ کربلا | اک کنواں بیراگی کا ہے درمیانِ رائچور
صورتِ مجنوں نظر آتا ہے یاں ہر اک مجھے | رشکِ لیلیٰ ہیں سراپا لولیانِ رائچور
بلبلیں کیسی؟ پپیہا کون۔ اور طوطی کہاں؟ | چیختے رہتے ہیں بس ہر دم خرانِ رائچور
شیدا وجہ الدّین مرزا آغا ناظر اور وجد | ہیں یہی چھ سات میرے دوستانِ رائچور
شرم آتی ہے مجھے تحفہ بھی لیجاتے کہیں | جوتے ہی لے دیکھے ہیں بس ارمغانِ رائچور
قرب میں اسکے کہیں قعرِ جہنم تو نہیں | تپتے رہتے ہیں زمین و آسمانِ رائچور
مجکو دوزخ سے ڈراتے کیا ہو تم اے شیخ جی! | وہ بھی ہوگا مثلِ تنورِ تپانِ رائچور
جلتے بھنتے گذرا دوزخ کی طرح اردی بہشت | مار ہی ڈالیگا تیرِ جاں ستانِ رائچور
اس لئے خورداد ہی میں بھاگتا ہوں شہر کو | اک مہینہ اور رہوں ہیں میہمانِ رائچور

(۴) بھائی کا جب سالیہ ہو آئے بیگانے پر

گاؤں سے آزاد آکر شہر میں بھائی کے یہاں | اترا اور اسباب کھا ان کے بالاخانے پر
بھائی نے پوچھا "تمھارا کس طرح آنا ہوا؟ | مجکو حیرت ہے تمھارے ایسے آنے جانے پر
بھائی کے بے سمجھے بوجھے کہنے پر آزاد نے | مختصر سی گفتگو کی اس اچانک آنے پر

ہو کے قائل پھر کہا بھائی نے یوں آزاد سے
کس طرح رہ سکتے ہو تم ایسے بالا خانے پر؟
خود مجھے تکلیف ہے یہ کوئی میرا گھر نہیں
کھا رہا ہوں رات دن غم گھر درابہ جانے پر
تاڑ کر بھائی کا مطلب حضرت آزاد بھی
لے گئے اسباب جھٹ تانگہ چکا چلانے پر
چپکے چپکے دل ہی دل میں کہتے جاتے تھے یہی
بھائی کا جب حال یہ ہے وائے ہو بیگانے پر

(۵) کم ظرفوں کی صورت

نہ بولے باپ کو جب باپ کوئی خلفِ بد طینت
پڑوسی کو بھلا کہہ سکتا ہے کیونکر وہ؟ اے حضرت!
بزرگوں کا ادب ہو اور نہ چھوٹوں پر ہو کچھ شفقت
ملا جب پیٹ بھر کھانا تو کم ظرفوں کی یہ صورت

کہ جیسے پیچ کے بل سے سڑی چندی اکڑتی ہے

(۶) غمِ شادی

میں غمِ شادی کہوں کس سے؟ اسے سنتا ہے کون؟
صبر کرتے کرتے بس دل ہو گیا فولاد کا
جس نے دی تشبیہ شادی کو جنانِ خلد سے
بن گیا جنت دکھا کر بھائی وہ شداد کا
مانتے ہیں عقد کو ہم سنتِ پیغمبری
اور ہمیشہ سے رہا مسلک یہی اجداد کا
لیکن از بدعاتِ بد شادی مبدل شد بہ غم
ہو گیا برباد گھر بھر ہو برا ایجاد کا
کرتے ہیں ہر طرح سے سسرال والے زیر بار
کون ہے ہمدرد و مونس بیٹی اور داماد کا
ہے تجرد قیدِ تنہائی تو کچھ آفت نہیں
عقد تو رستہ دکھاتا ہے عدم آباد کا
بال بچے آدمی کو کرتے ہیں بے بال و پر
واقعی یہ ہے کہ شادی دام ہے صیاد کا
وہ کلامِ پاک جس کی شان ہے "لاریب فیہ"
دیکھ لو اس میں کہ فتنہ ہے لقب اولاد کا
شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن
ہاں یہی اب تو ہے دستور العمل آزاد کا
باندھتے ہیں سہرے کو آزاد اور وہ پابگل
کیسی آزادی؟ کہاں یہ حال ہے آزاد کا

(۷) جھوٹا مرشد

تھے جمع اک جا مرید و مرشد — کہ پہنچی آزاد کی سواری
وہ دیکھتا کیا ہے؟ واں کہ مرشد — ہے مضغۂ گوشت اک مداری
مُرید سارے ہیں اسکو گھیرے — ہے وجد و حال ان سبھوں پہ طاری
کوئی ہے غلطاں کوئی ہے لرزاں — کوئی ہے مصروفِ اشک باری
نہ تان سُر ہے نہ تال وئے ہے — نہ طبلہ ہے اور نہ ہے ستاری
تھپک رہا ہے مرید کو اک — ہے شعرِ مہمل زباں پہ جاری
مرید اس کے ہیں سیدھے سادھے — مگر گئی ہے مت ان کی ماری
کہ ایک جاہل کے پالے پڑ کر — انہوں نے لی ہے یہ مول خواری
ہر اک کے آگے بشکلِ عالم — اگرچہ شیخی بہت بگھاری
مگر وہ اک جاہلِ مرکب — تھا زیورِ علم و فن سے عاری
پڑھے جو اشعار بے تکے تھے — غلط پڑھیں آیتیں بھی ساری
وہ چونکہ مدعو تھا ہندوؤں کا — بپاسِ خاطر بنا تھا ناری
کہ باندھ رکھی تھی ایک دھوتی — کہ جیسے بُت خانہ کا پجاری
اخیر میں اس نے چار پی کر — پلایا جھوٹا جو باری باری
قدم لئے ہندوؤں نے اس کے — جو ازرہِ عجز و انکساری
تو جائز اس نے رکھی خوشی سے — تکبّر آیہ گناہ گاری
یہ بات مانی ہوئی ہے بیشک — نہیں ہے شیطاں میں خاکساری
کہا پھر آزاد نے یہ دل میں — خدا سے اپنے بہ آہ و زاری
کہ تیرے بندے بھٹک رہے ہیں — بچا لے شیطاں سے ان کو باری!

(۸) پانچواں سوار دہلی کا

ہے رعایا کا ایک خدمت گار — مردم آزار اور ظلم شعار
تانا شاہی دماغ ہے اس کا — وہ بغاوت سے رکھتا ہے سروکار
ڈھول و پیچھے سے کرتا ہے خدمت — یا سُنا تم نے ہے گالی اور گفتار
وہ رعایا کا گرچہ نوکر ہے — پر سمجھتا ہے خود کو وہ سرکار
اس کی بھی بس وہی کہاوت ہے — جیسے دہلی کا پانچواں تھا سوار

(۹) اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

ہے موحد نام کو وہ زر پرست — بھول کر مدت ہوئی عہد الست
بینڈھی پی کر رات میں رہتا ہے مست — کشتۂ سُنبل زنا کا بند و بست
اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نشاید داد دست

بن کے مرشد پھرتا ہے وہ جھوٹ موٹ — اور مریدوں میں مچاتا ہے وہ لوٹ
اس کی عادت مکر ہے فطرت ہی جھوٹ — الغرض ہے پیٹ بھر کے وہ پھوٹ
اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نشاید داد دست

(۱۰) ہنگولی میں پھوٹ

میں ہوں آزاد اور کہتا ہوں میں سچ — خدا مجھ سے نہ بلوائے کبھی جھوٹ
ملاپ آپس میں تھا اور چین سے تھے — لڑائی نے مچا دی ہائے پھر لوٹ

ہے دنیا بھر میں ہر اک جاے ایکا
ہنگولی میں ہے یارب کس لیے پھوٹ؟

(۱۱) کلب کا کچا چٹھا

ہے کلب گرچہ اتحاد کا گھر
پر ہنگولی میں ہے فساد کا گھر

عہدہ داروں میں جب لڑائی ہو
ہے کہاں کہئے عدل وداد کا گھر؟

سنتے ہیں یاں بنے گا بیل ہال
یہ بھی ہو جاے گا جہاد کا گھر

شک نہیں اس میں کچھ کہ ہے انساں
آتش و آب و خاک و باد کا گھر

منبع اجتماعِ اضداد اب
ہو گیا ہاے کیوں عناد کا گھر؟

(۱۲) ایک سچا واقعہ

اے مری طبع مستعد ہو جا
قصّہ تاریخی مجکو ہے لکھنا

ہوا جسدم قسم سے نورانی
خانۂ مولوی غلام خدا

کچھ برس بعد ہو گئے مفلوج
ساتھ ہی اس کے رہ گیا گھوڑا

شوخ دیدہ قمر کا ہو گیا پھر
گھر کے بازو سے یار خاں پیدا

چند دن کھیلتی رہی یہ کھیل
گھر کے گھر ہی میں اپنے وہ خیلا

بعد اک رات یار خاں کے ساتھ
چلدی اور ہو گئی وہ پوشیدہ

ٹھنڈی ٹھنڈی چلی جو بادِ سحر
رفتہ رفتہ جہاں میں گل یہ کھلا

کہ کہیں بھاگ کر گئی شب کو
زوجۂ مولوی غلام خدا

اس کے جانے سے گھر ہوا سنسان
مولوی جی کو کاٹ کھاتا تھا

گھر کی رونق کو لے گئی ہمرہ
یہ بھی گویا قمر کی تھی خالا

ہاے افسوس مولوی جی کو
پاے رفتن نہ روے ماندن تھا

کونسا اسپہ آیا تھا بادل؟ کونسی اسپہ چھا گئی تھی گھٹا؟
کہ بہت ڈھونڈھتے رہے دن رات پر قمر کا کہیں پتہ نہ لگا
اس قسمر کو خدا فروغ نہ دے مولوی جی کا منہ کیا کالا
ایک شب کالے کپڑے والوں نے اس قسمر کو کہیں چھپا دیکھا
اس اندھیرے میں گھیر کر فوراً لیکر آئے اسے سوے تھانہ
الغرض محنت اور مشقت سے مولوی پاس آئی وہ خیلا
جنگلوں کی ہوا جو کھائی وہ بارور قدِ نونہال ہوا
بعد نو ماہ کے یہ پھل آیا ایک بیٹی اسے ہوی پیدا
مفت کی بیٹی ہاتھ جو آئی خوش ہوے مولوی غلامِ خدا
فضلہ کو تاہ شرم کے مارے شہر سے اپنا منھ کیا کالا
یعنی بی بی کو لے کے اپنے ساتھ مولوی جی گئے ہمنکنڈہ
اک ذریعہ سے یہ خبر آئی اپنا کنڈہ وہاں پہ اس نے کیا
گویا اس نے یہ مانی ہے منت کہ مجھے چاند سا ہو اک بیٹا
مولوی نے نہ کچھ کہا اسکو وہ اگر کہتا بھی تو کیا کہتا؟
مولوی جی جو کام کے ہوتے نام کیوں لیتی وہ پرائے کا
پھر ہمنکنڈہ سے متعیلن بی بی کو لے کے مولوی آیا
آنے کو تو وہ آگیا لیکن یاں ـ ہموں آتش بود در کاسہ
یعنی وہ ننگِ خانداں یاں بھی اک مداری سے ہو گئی رسوا
پھر تو اس کی مراد بر آئی ہو گیا پیٹ اس کا گنبد سا
بعد نو ماہ ختم پارہ کے پیٹ سے یا کوں نکلا لونڈے کا
نام زیبا تھا اس کا شیخ مدا کیوں رکھا نام اس کا تیغ خدا؟

پھر یہاں سے ہوا رفو چکر — حیدرآباد ہی میں آ دھمکا
زوجۂ مولوی غلام خدا — بلّی کے منہ کا ہو گئی چھچھڑا
رجعتِ قہقری کو دیکھو تو — حیدرآباد سے ہنمکنڈہ
اور ہنمکنڈے سے مفاعیلن — حیدرآباد واں سے پھر آیا
تیلی کے بیل کی طرح پھر کر — جس جگہ سے چلا وہیں آیا
چوں بیاید ہنوز خر باشد — گر بمکہ رود خرِ عیسیٰ
یعنی اب چار آدمی جن کے — نام نامی بھی میں بتا دیتا
پر مجھے شرم آتی ہے لکھنے — اِس لئے میں تو اس سے درگذرا
رات دن اس سے لپٹے رہتے میاں — آخرش اس کا یہ نتیجہ ہوا
روزِ یکشنبہ کو سرِ مغرب — پھر اسے بیٹی ہو گئی پیدا
مولوی! تیری کیا ہوئی غیرت؟ — بس زیادہ نہ میرا منہ کھلوا

(۱۳) سعدی کی اشرفی

چپ جو تھا وہ لغویت پر کس ستم ایجاد کی — اشرفی سعدی کی ہے یہ خامشی آزاد کی

(۱۴) بس اب رہنے دیجے مٹھائی تمھاری

نہ بھائی ادا ہم کو بھائی تمھاری — مبارک تمھیں کج ادائی تمھاری
کفایت شعاری کی بھی کوئی حد ہے؟ — ہوئی خرچ اب تک نہ پائی تمھاری
مڈل پاس ہو کر ملازم ہوے تم — کسی نے نہ کھائی کمائی تمھاری
جو منشی میں اب پاس تم ہو گئے ہو — مٹھائی بھلا کس نے کھائی تمھاری
کھلاؤگے کیا میٹرک پاس ہو کر — بس اب رہنے دیجے مٹھائی تمھاری

شادیِ خانہ آبادی

(۱) حقوقِ زوجین

ستایش کے قابل خدائے جہاں ہے   وہی ایک خلّاقِ کون و مکاں ہے
نہ اولاد اس کو نہ باپ اور ماں ہے   وہ پاک ان بکھیڑوں سے بس بیگماں ہے
اسی نے کیا مرد عورت کو پیدا
کہ تزویج سے جنکی چلتی ہے دُنیا
اسی نے کیا پہلے آدم کو پیدا   کیا اس نے حوّا کو آدمؑ کا جوڑا
انہی دونوں کے دم قدم سے یہ دنیا   بڑھی اور بڑھیگی کہ ہو حشر برپا
ہمیشہ سے اس کی یہی ہے مشیّت
رہیں مل کے دنیا میں مرد اور عورت

بیاں مجھ سے کیونکر ہوں احساں خدا کے؟   کہ شادی ہے گھر میں پھپا اور چچا کے
خوشی سے گئے ٹوٹ بند اب قبا کے   نتائج ہیں یہ سارے ان کی دُعا کے
بنی ہے جو دلہن بنا ہے جو دولہا
پھپا کی ہے بیٹی چچا کا ہے بیٹا
خوشی اس کی جتنی مجھے ہو وہ کم ہے   کہ فی الحال مجھ پر خدا کا کرم ہے
دلِ زار سے دور رنج و الم ہے   کہ غم کا وجود آجکل کالعدم ہے
مسرت سے اب گھر ہے معمور میرا

ہوا رنج و غم دل سے کافور میرا

لگی بجنے نوبت جو شادی کی پیہم　　پڑا رنج کے ساز کا راگ مدھم
اعزہ ہیں خوش سارے احباب خرم　　نہیں زلف معشوق بھی آج برہم
مئے عیش و عشرت سے مدہوش ہیں سب
غم و درد دل سے فراموش ہیں سب

انہی دونوں کے عقد کا ہے یہ جلسہ　　کہ مدت سے دل کو تھی جس کی تمنا
مرا چاند دولھا دولھن سے ملیگا　　قرانِ مہ و مہر ہوتا ہے گویا
پھلیں اور پھولیں یہ دونوں خدایا!
بزرگوں کا سر پر رہے ان کے سایہ

عزیز و اقارب ہیں شادی سے شاداں　　ہیں طرفین والے تمام آج فرحاں
ہزاروں ہی ان کے دلوں میں ہیں ارماں　　خوشی کے ہر اک آج کرتا ہے ساماں
کسی جا سلامی کا سامان ہوگا
کہیں رونمائی کا ارمان ہوگا

مجھے بھی ضروری ہے اس کی ادائی　　وگرنہ بڑی اس میں ہے بدنمائی
نہیں ایسی رسموں کا گو میں فدائی　　روا جا مرے دل میں یہ بات آئی
حقوق و فرائض زن و شو کے لکھوں
رموز و کنائے من و تو کے لکھوں

کہ تا کام آئے یہ دولھا دولھن کے　　جو آئے ہیں میدان میں مرد و زن کے
ہوں اس طرح انداز ان کی چلن کے　　مزے لوٹیں دنیا میں باغِ عدن کے
بنائے رہیں اس کو دستور اپنا
سدا دل رکھیں اس سے مسرور اپنا

سدا عیش و عشرت سے معمور ہوں یہ
محبت سے الفت سے معمور ہوں یہ
بہم مل کے نورٌ علیٰ نورٌ ہوں یہ
زن و شو کے جھگڑوں سے بس دور ہوں یہ
نہ قصہ نہ جھگڑا نہ ان بن ہو ان میں
ملیں مات ہی گر ہو تکرار ان میں

مئے خرمی کے ہوں میخوار دونوں
رہیں عیش و عشرت سے سرشار دونوں
بہم رکھیں اخلاص اور پیار دونوں
ہمیشہ خوشی سے ہوں دوچار دونوں
رہیں اس طرح ملکے یہ دولہا دلھن
کہ وہ اس کا چولا ہو یہ اس کا دامن"

رہے ان کو نفرت سے نفرت زیادہ
رہے ان کو الفت سے الفت زیادہ
ہو اولاد سے ان کو راحت زیادہ
خدا ان کو دے مال و دولت زیادہ
رہیں مل کے ہر حال خوشحال دونوں
گذاریں خوشی سے مہ و سال دونوں

یہ ہے فرض عورت کا بس سب سے بڑھکر
کہ خاوند کو سمجھے اپنا وہ افسر
نہیں کوئی دنیا میں اس کے برابر
مگر ہے خدا اور پیمبر سے کمتر
اگر فرض ہے اسپہ حق کی اطاعت
تو واجب ہے عورت پہ شوہر کی خدمت

یہی صاف ثابت ہے قرآں کی نص سے
کہ ہیں مرد حرے مرد بس عورتوں کے
کرے بیوی وہ کام شوہر جو بولے
کہ لازم ہے بیوی کو حکم اس کا مانے
تامل نہ ہو اس کی تعمیل میں کچھ
نہیں فائدہ قال اور قیل میں کچھ

احادیث میں اس سے بڑھکر لکھا ہے
کہ عورت سے مردوں کا رتبہ سوا ہے

مسلّم یہی ناقص العقل کل ہے خدا نے انہیں اسپہ غلبہ دیا ہے

ہے مردوں کو عورت پہ بیشک فضیلت
ہے منجملہ ان سب کے یہ اک روایت

کہا قیس نے آکے اک دن نبی سے کہ "حیرہ کے لوگوں کو دیکھا ہے میں نے
کہ حاکم کو اپنے وہ ہیں سجدہ کرتے ہیں آپ اس سے زائد سزاوار اسکے"

تو فرمایا حضرت نے "اے قیس! ابتلا
مری قبر کو کیا تو سجدہ کرے گا"؟

کہا قیس نے سُن کے حاشا وکلا کہا پھر نبی نے "نہ کر مجھکو سجدا
کسی کو نہیں غیر حق سجدہ زیبا اگر سجدۂ غیر جائز بھی رکھتا

میں ارشاد کرتا یہی عورتوں سے
کریں رات دن سجدہ مردوں کو اپنے"

تو ہر وقت تکریم اس کی کرے وہ ادب اور تعظیم اس کی کرے وہ
ہر اک بات تسلیم اس کی کرے وہ لجاجت سے تفہیم اس کی کرے وہ

خوشی سے ہر اک حکم اس کا وہ مانے
خدا اور پیمبر کے بعد اس کو جانے

اطاعت میں باندھے کمر اپنی کسکر کہ تا ہووے عورت سے خوش اس کا شوہر
عزیز اپنا سمجھے اسے اور موقّر کرے اپنی الفت کا اظہار اس پر

چلے اس کی مرضی پہ دن رات عورت
کرے اس کی منشا کی ہر بات عورت

کوئی کام کرکے جتائے نہ احسان زباں شکر میں اس کے ہو شکر افشاں
خدا اسپہ ہر دم رہے باد ل و جاں ہنسے خود اسے بھی رکھے شاد و فرحاں

بنے طالب اس کی وہ مطلوب ہو کر
بنائے محب اس کو محبوب ہو کر
وہی کپڑے پہنے جو شوہر پہنائے
خوشی سے اُسے کھائے وہ جو کھلائے
مشقت میں گو جان ہی کیوں نہ جائے
مگر حرف کوئی نہ شوہر پہ آئے
ہے بیوی کی خاوند سے زیب و زینت
ہے شوہر کی عزت سے عورت کی عزت
نہ ہو حسن پر اپنے ہرگز وہ نازاں
نہ ہو زیب و زینت میں دن رات غلطاں
نہ ہو کنگھی چوٹی میں اپنی وہ حیراں
نہ بالکلیہ چھوڑے زینت کے ساماں
رہے معتدل اس میں رفتار ہر دم
کوئی بات زائد نہ ہو اور نہ کچھ کم
جو کانوں میں ہے عورتوں کے یہ زیور
ہے حلقہ بگوشی عیاں اس سے یکسر
ہے پازیب میں پاسے بندی مقرر
ہے داغِ غلامی کہ ٹیکہ جبیں پر
نہ ان چیزوں کی ہو وہ شوہر سے طالب
خیال اس کا رکھے وہ ان سب پہ غالب
نہیں ہے جو زیور نہ ہو اس کی پروا
ہے موجود جتنا کرے شکر اُس کا
کرے رات دن وہ قناعت کا پیشا
نتیجہ ہے صبر و تحمل کا اچھا
یہ باتیں نہ ہوں جبکہ عورت کے اندر
تو بے زیب ہے جسم پر اس کے زیور
میاں آئے باہر سے جب گھر کے اندر
تو ہنس کر ملے بیوی اس سے سراسر
کہ بیرونی غم سارے دل سے بھلا کر
اسے دیکھ کر خوش وہ ہو جائے خوشتر
ہنسی اور خوشی سے رکھے اسکو شاداں

بنے اس کی آرام دل راحتِ جاں

ہے ماں باپ سے اسکو جتنی محبّت رکھے ساس سُسرے سے ویسی ہی الفت
غرض اس طرح ڈالے اپنی وہ عادت بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پہ شفقت

وہ میکے میں اپنی تھی جس طرح پیاری
اسی طرح سُسرال کی ہو دُلاری

ہو میکے سے سُسرال ہی اسکو پیارا کہ تا زیست اس کا وہیں ہے گذارا
ہے ماں باپ کا گرچہ سر پر سہارا نہیں ہے بجز اس کے عورت کو چارا

وہ میکے کو سمجھے کہ یہاں سرا ہے
اگر ہے تو سُسرال رہنے کی جا ہے

ضروری ہے عورت کو بس یہ نصیحت لگائی بجھائی کی وہ چھوڑدے لت
بُری ہے یقیناً یہ چغلی کی عادت نہ ہو میکے سُسرال میں تا عداوت

نہ لائے کوئی بات اپنی زباں پر
یہاں کی وہاں پر وہاں کی یہاں پر

کسی کام سے بھی نہ ہو عار اس کو نہ دیکھے کبھی کوئی بیکار اس کو
رہے فکر گھر کی لگاتار اس کو ہو کیسا ہی دھندا نہ ہو بار اس کو

کرے الغرض ایسی وہ خانہ داری
کہ ظاہر ہو اس سے سلیقہ شعاری

مکاں بھی ہے جب ایک چھوٹی ریاست ہے در پردہ عورت کی اس میں وزارت
رہے پاک دامن وہ اور پاک طینت ہر اک چیز کی وہ کرے بس حفاظت

ستایش کے قابل ہو ہر کام اس کا
کہ ستونتیوں میں رہے نام اس کا

کرے وہ ریاست میں ایسی حکومت — کہ ہو امن و آرام جس کی بدولت
بجے روز و شب اس میں راحت کی نوبت — مٹے الغرض خانہ جنگی کی صورت
ریاست کو اپنی وہ آباد رکھے
ریاست کے مالک کو بھی شاد رکھے

ہے شوہر کو لازم کہ بیوی کا پہلے — ادا مہر کر دے جو کچھ اس سے ٹھہرے
برا کیا ہے اس کو کم و بیش کرنے — جو آپس میں ہو جائیں راضی خوشی سے
ادائی مگر اس کی ہے فرض اس پر
کہ وہ اس کی بیوی کا ہے قرض اس پر

جو وہ کھائے بیوی کو اپنی کھلائے — جو وہ پہنے بیوی کو اپنی پہنائے
نہ اس کا کبھی اس پہ احسان جتلائے — غرض ہر طرح ناز اس کا اٹھائے
کہ عورت جو ہوتی ہے محرم ہے اسکی
خوشی اور غمی میں بھی ہمدم ہے اسکی

ہے ازواج اربعہ کی گرچہ اجازت — بشرطیکہ ان میں کرے وہ عدالت
عدالت کی گر ہو نہ مردوں میں طاقت — کریں ایک ہی بیوی پر وہ قناعت
کہ آرام و راحت اسی میں ہے مضمر
جو کر لیتے ہیں دو حماقت میں آکر

مصیبت میں پھنستے ہیں آفت کے مارے — نشاط اور طرب ان سے رخصت ہیں سارے
بلائیں انہیں گھیر لیتی ہیں بارے — ہے سر ایک چلتے ہیں اس پر دو آرے
نہ وہ ہیں ادھر کے نہ وہ ہیں ادھر کے
نہ وہ گھاٹ ہی کے رہے اور نہ گھر کے

وہ آپس میں دو سوکنوں کی برائی — قیامت تک ان میں نہ ہو پھر صفائی

ہے قہرِ خدا عورتوں کی لڑائی میاں کی الگ ہوتی ہے جگ ہنسائی

یہ دو بیویوں میں پڑے جھولتے ہیں
مزے عیش و عشرت کے سب بھولتے ہیں

وہ دونوں جو آپس میں لڑ بیٹھتی ہیں وہ ہر بات میں بس جھگڑ بیٹھتی ہیں
کسی کام میں وہ جو اڑ بیٹھتی ہیں وہ شوہر سے باہم بگڑ بیٹھتی ہیں

غرض آئے دن اک نہ اک جنگ ہونا
میاں کا الگ قافیہ تنگ ہونا

مرے دوست ہیں ایک اللہ رکھے میں نام ان کا کہتا نہیں مصلحت سے
بنے وہ جو خاوند دو بیویوں کے تو بس چوکڑی اپنی سب بھول بیٹھے

کہ جب دال بٹنے لگی جوتیوں میں ۔
تو کیا خاک پھر آب ہو موتیوں میں؟

کہا میں نے کیا حال اب آپ کا ہے؟ کہا آہ بھر کر "بہت ہی برا ہے
عجب بیوقوفوں سے پالا پڑا ہے کہ ہر روز ان سے قیامت بپا ہے

نہ آرام شب کو نہ ہے چین دن کو
کرے غارت اک بار اللہ ان کو

کسی سے اگر تم کو ہو کچھ عداوت دلاؤ اسے عقدِ ثانی کی رغبت
جو کر لے وہ رغبت سے عورت پہ عورت تو سمجھو کہ نازل ہے آفت پہ آفت

مزہ روز چکھے گا وہ جانکنی کا
مہذب طریقہ ہے یہ دشمنی کا"

رہے رحم دل اپنی بیوی پہ شوہر کرے اس کی دلجوئی دلبر سمجھ کر
ہمیشہ رکھے اس کو خوش بلکہ خوشتر مصیبت نہ ڈالے کبھی اس کے سر پر

نہ دے رنج ہرگز بُرا اُس کو کہکر
بنے ناز بردار نازِ اُس کا سہکر

ہے تاکید مردوں کو قرآں میں ہر جا　　کریں عورتوں سے سلوک اپنی اچھا
بجا لائیں گے گر وہ فرمان خدا کا　　تو اچھا ملیگا انہیں اس کا بدلا

مسلمانو تعمیل اس کی کرو تم
وگرنہ خدا کے غضب سے ڈرو تم

حدیثوں میں بھی ہے یہ مضمون اکثر　　کہ ان عورتوں کی بداخلاقیوں پر
کریں بردباری سے گر صبر شوہر　　تو ان کے لئے بھی وہی ہے مقرر

جو پائیں گے ایوبؑ اجرِ مصیبت
ملا واہ کیا خوب اجرِ مصیبت

احادیث میں اس سے بڑھکر لکھا ہے　　کہ خوش طبعی بیوی سے اپنی روا ہے
غرض مرد جو عقل کا مقتضا ہے　　کرے ساتھ اس کے تو بالکل بجا ہے

نہیں خوش مزاجی میں کوئی برائی
نبیؐ نے بھی ازواجؓ سے دل لگی کی

اگرچہ کہ ہے مرد عورت کا داتا　　مگر وہ رہے ناز اس کا اُٹھاتا
کبھی کچھ کھلاتا کبھی کچھ پلاتا　　رہے اُس سے دن رات ہنستا ہنساتا

اسی طرح کہتے تھے حضرت عمرؓ بھی
عدالت میں تھے جو نظیر آپ اپنی

بزرگوں نے شوہر کو یہ گر بتائے　　کہ جب گھر میں آئے تو خوش ہوکے آئے
اگر گھر سے جائے تو چپ چاپ جائے　　رکھے سامنے جو خوشی سے وہ کھائے

ستائے نہ بیکس کو ہر دم ڈرا کر

کہ پالا ہے ماں باپ نے ناز اُٹھا کر

ٹھٹول اس سے ہرگز نہ اتنا بڑھائے ۔ کہ آنکھیں نکالے تو وہ منھ بنائے
اُٹھیں اُنگلیاں تو انگوٹھا نچائے ۔ زیادہ جو بولے تو بس کاٹ کھائے

رہے رعبِ شوہر محبت کے اندر
کہیں پاؤں ہو ویں نہ چادر کے باہر

غلاموں کو بدبخت کہتے ہیں اکثر ۔ نہ ہو اپنی بیوی کا ماتحت شوہر
نہ چھوڑے اسے اس کی حالت پہ یکسر ۔ اگر مرد ہے تو رہے مرد بن کر

خلافِ شریعت چلے وہ تو ٹوکے
قدم ہوں اگر حد سے باہر تو ٹوکے

کہ عورت بھی ہے نفسِ سرکش کے جیسی ۔ ہے مشہور بس بیوقوفی بھی اس کی
اگر چھوڑ دے اس کی ڈوری کو ڈھیلی ۔ وہ اک روز ہاتھوں سے جاتی رہے گی

درشتی و نرمی کے ساتھ اُس کو چاہے
غرض اس طریقے سے اس کو نباہے

(۲) نئی مُبارک بادی

بلبلوں کو چمن مبارک ہو ۔ اور گلوں کو پھبن مبارک ہو
اہلِ یورپ کو یورپ ولنڈن ۔ ہم کو اپنا وطن مبارک ہو
تم کو اے حاضرین با تمکیں! ۔ عقد کی انجمن مبارک ہو
دولھا دولھن کو اور دولھن کو دولھا ۔ تن کو جاں جاں کو تن مبارک ہو
سب عزیزوں کو جشن شادی کا ۔ بطفیلِ حسن مبارک ہو
خواجہ محمد مخدوم کو بھو بیٹیا ۔ ولی دین کو ختن مبارک ہو

کاروانِ طرب کی آمد ہے
غم کو بیت الحزن مبارک ہو
دوستوں کو خدا رکھے خرّم
دشمنوں کو جلن مبارک ہو
تجکو آزاد طالبِ علمی
شعرا کو سخن مبارک ہو

(۳) بھائی عبد الحکیم کی شادی کا ترانہ

آج ہے خوشی کا دن ساقیا! پلائے جا
ساقیا! پلائے جا مست مئے بنائے جا
حملہ ہائے رنج و غم ہیں اگرچہ بیش و کم
وار سب بچائے جا رنج و غم مٹائے جا
ظلمِ دوستاں سہے جورِ دشمناں سہے
بھول جا بھلائے جا بھول جا بھلائے جا
داغِ رفتگاں سہے سوزشِ نہاں سہے
داغ یہ مٹائے جا آگ یہ بجھائے جا
ماضی پہ خاک ڈال اس کا اب نہ کر خیال
جام و شیشے کو سنبھال دورِ مئے چلائے جا
جو ہوا وہ ہو چکا اس کا اب ہے فکر کیا؟
آج ہے بڑا مزہ ہاں مزہ اڑائے جا
یعنے میرے بھائی کی آج شادی ہے رچی
ہر طرف ہے دل لگی تو بھی دل بڑھائے جا
اے گھٹا! تو چھائے جا مستوں کو بنائے جا
سبزہ! لہلہائے جا گل! پھبن دکھائے جا
گل صبا! کھلائے جا شمعِ گل جلائے جا
بوئے گل سنگھائے جا روئے گل دکھائے جا
فرشِ گل بچھائے جا رنگِ گل جمائے جا
گل کے ہار بدھیاں دولھا کو پہنائے جا
میری عندلیبِ جاں! تو بھی چہچہائے جا
یہ ترانۂ خوشی بار بار گائے جا
محوِ نغمۂ طرب بزم کو بنائے جا
گائے جا بجائے جا گائے جا بجائے جا

(۴) نیچر سہرا

اہلِ دیں! باندھتے ہو کس لئے سر پر سہرا؟
جان لو ہے سببِ رحمتِ داور سہرا
تم کو تو چاہئے تھا سر نہ چڑھاتے اسکو
شوق سے باندھتے ہیں مشرک و کافر سہرا

تم نے دولھا کو سجایا ہے جو دولھن کی طرح — شرم سے ڈال لیا اس نے ہے رخ پر سہرا
رخ پہ افشاں ہے چنی آنکھوں میں کاجل ہے لگا — کنگنا دستِ حنائی میں ہے سر پر سہرا
مہندی ہاتھوں میں لگی ہونٹوں پہ مسّی ہے جمی — بر میں پشواز ہے گھونگھٹ کے برابر سہرا
دیکھیں کیا زہر اگلتا ہے؟ خدا خیر کرے — باغِ رخسار میں ہے صورتِ اژدر سہرا
جیسے گھوڑے کے لئے زیبندہ ہوتی ہے سری — یونہی پھبتا ہے یہ نوشاہ کے سر پر سہرا
مرغِ زرّیں تو وہ پہلے سے بنا رہتا ہے — اور پھر اس پہ ہوا طرّہ مشجّر سہرا
خوف ہو گر نظرِ بد کا تو اسپند جلاؤ — نظرِ بد سے بچا سکتا ہے کیونکر سہرا؟
ہجو سہرے کی جو لکھی تو کہا یاروں نے — باندھا کرتے نہیں لا مذہب و نیچیر سہرا
جنکو دعوے ہے سچائی کا سنا دو جاکر — اس طرح لکھتے ہیں آزاد سخنور سہرا

(۵) زمزمہ شادی ملتانی بادشاہ صاحب

ساماں خوشی کے آج یہ واللہ ہو گئے — ملتانی بادشاہ جو نوشاہ ہو گئے
اقلیمِ دل سے ہو گیا اخراج رنج کا — عیش و نشاط بندۂ درگاہ ہو گئے
شادی کا یار! سنتے ہی ہنگامۂ طرب — غم اور الم بھی رنج کے ہمراہ ہو گئے
ہنگامِ انبساط ہے اب رُت بدل گئی — نالے بلبل کے صورتِ واہ واہ ہو گئے
سعدین کا قران ہے گویا مواصلت — نوشاہ اور عروس خور و ماہ ہو گئے
نوشاہ بادشاہ بنے چشمِ بد ہو دور — ذی رتبہ ذی وقار تھے ذی جاہ ہو گئے
دولھے کے دم کے ساتھ یہ ساری برات ہے — اس کے جو ہیں خلاف وہ گمراہ ہو گئے
ریشہ دوانیاں تو بہت باغیوں نے کیں — مغلوب ہو کے وہ بھی تہ چاہ ہو گئے
ان میں سے ایک ذاتِ بزرگ ایک فرد ہیں — ان کی کرامتوں سے سب آگاہ ہو گئے
اقبال آپ کا ہے زبردست بادشاہ! — بدخواہ بدشعار بھی خواہ ہو گئے

(۶) ترانۂ شادی مومن علی صاحب بھونگیری

اب آیا وقت شادی کا اہا ہا اہو ہو ہو
بنے مومن علی دولھا اہا ہا ہا اہو ہو ہو

دلوں میں دیکھکر شادی کی آمد مارے ہیبت کے
دبا کر دُم وہ غم بھاگا اہا ہا ہا اہو ہو ہو

گیا دورہ غمی کا اور خوشی کی آگئی نوبت
بجا شادی کا لو باجا اہا ہا ہا اہو ہو ہو

مبارک ہو خوشی جم جم خوش و خرم خوش و خرم
رہیں یہ دولھن و دولھا اہا ہا ہا اہو ہو ہو

رہیں مل جل کے وہ باہم خوشی کے ساتھ دنیا میں
مزہ لوٹیں وہ جنت کا اہا ہا ہا اہو ہو ہو

ہے غالب کی بہن دولھن تو دولھا دوست غالب کا
ملا کیا خوب یہ جوڑا اہا ہا ہا اہو ہو ہو

نہ سہرے کی اسے حاجت نہ طرّے کی اسے پروا
یہ جنٹلمین ہے دولھا اہا ہا ہا اہو ہو ہو

نہ مہندی کی ہے زیبایش نہ افشاں کی ہو آرایش
ہے اُس پر سادگی طرّا اہا ہا ہا اہو ہو ہو

زباں پر دشمنوں کی ہے ارے رے ہائے رے ہائے رے
ترانہ ہے احبّا کا اہا ہا ہا اہو ہو ہو

(۷) قطعۂ تقریب عقد برادر زادی خود

عقد ہے جو سنتِ اسلام اس کا نام ہے
کہتے ہیں شادی جسے وہ مورد آلام ہے

کس قدر ہے سادگی اس میں تکلف ہی نہیں
اس میں سر تا پا تکلف سادگی گمنام ہے

شک نہیں اس میں تکلف باعثِ تکلیف ہے
بدعتوں کا اس کی ہر اک بندۂ بے دام ہے

کیا سبب ہے؟ یہ سمجھ میں آج تک آیا نہیں
یہ سمجھ کا پھیر ہے یا گردشِ ایام ہے؟

بدعتیں ہوتی ہیں کیا کیا الامان والحفیظ
ہیں بُرے وہ کام اور ان کا بُرا انجام ہے

بدعتیں اتنی اہم ہیں ان کے کرنے کے لئے
گر نہیں ہے پاس پیسہ قرض ہے اور وام ہے

پیسہ والے ہیں اگر شیطان سر پر چڑھ گیا
کرتے ہیں دل کھول کر اسراف اذنِ عام ہے

بدعتوں سے بڑھ کے ہوتی ہیں خرافاتیں تمام
رنڈیوں کا ناچ ہے دور مئے گلفام ہے

غیر ممکن جانتے ہیں چھوڑنا رسم و رواج | لائق افسوس و نفریں یہ خیال خام ہے
بھائی صاحب! ہو مبارک عقد دختر آپ کو | قابل تقلید و تعمیل آپ کا یہ کام ہے
بدعتوں سے اور خرافاتوں سے بالکل پاک ہے | پاک سے بھی پاک تر ہے کیونکہ ٹھہرا م ہے
آپ کے نقش قدم پر کاش سب چلتے رہیں | صبح ہو جائیگی غفلت کی اگرچہ شام ہے
سچ ہے اے آزاد! تجکو شاعری آتی نہیں | شاعری کرنی جہاں میں شاعروں کا کام ہے
سیدھی سادھی بات لکھی اس سے کچھ مطلب نہیں | صنعت تجرید ہے یا صنعت ایہام ہے

(۸) بہ تقریب شادی منشی ضیاء اللہ خاں صاحب برادر نسبتی خود

عزیز و اقربا خوش خوش ہیں اور ہیں شاداں دولھا | دولھن والے بھی شاداں ہیں کہ آیا ان کے ہاں دولھا
حسینان جہاں کی آج ہے بس جان جاں دولھا | جوانی اس پہ نازاں ہے، ہے ایسا نوجواں دولھا

بنے شکر خدا منشی ضیاء اللہ خاں دولھا

خوشی کا دور دورہ ہے خوشی کا یہ زمانہ ہے | کھلا گویا زمانہ بھر میں شادی کا خزانہ ہے
جدھر دیکھو ادھر شادی کا بجتا شادیانہ ہے | زباں پر دوستوں کی شادمانی کا ترانہ ہے

بنے شکر خدا منشی ضیاء اللہ خاں دولھا

جسے دیکھو وہ ہے خرم اہا ہا ہا اہو ہو ہو | خوشی و عیش ہے ہمدم اہا ہا ہا اہو ہو ہو
نہیں ہے نام کو بھی غم اہا ہا ہا اہو ہو ہو | مبارک ہو خوشی جم جم اہا ہا ہا اہو ہو ہو

بنے شکر خدا منشی ضیاء اللہ خاں دولھا

ضیاء اللہ خاں کا عقد ہے کہدو مبارک ہو | خوشی و خرمی ان کے عزیزوں کو مبارک ہو
نشاط و عیش کا آیا زمانہ لو مبارک ہو | مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو

بنے شکر خدا منشی ضیاء اللہ خاں دولھا

خدا کا فضل ہے سب پر خدا کا فضل ہے سب پر | منور رات دن ہیں آجکل حیرت میں ہے شبیر

مسرت آج ہے ڈھب پہ مسرت آج ہو ڈھب پہ — مبارک باشد و باشد مبارک ہو ہر اک لب پہ
بنے شکرِ خدا منشی ضیاء اللہ خاں دولھا

دولھن میں اور دولھا میں ہو یارب اتحاد ایسا — دولھا دولھن پہ ہو شیدا دولھن دولھے پہ ہو شیدا
خوشی کے ساتھ دنیا میں مزہ لوٹیں وہ جنت کا — اہاہا اہاہا اہاہا اہاہا اہاہا
بنے شکرِ خدا منشی ضیاء اللہ خاں دولھا

دعا ہے دولھا دولھن صاحبِ اولاد ہوں یارب — بلاؤں سے مصائب سے مدام آزاد ہو یارب!
خوشی و کامرانی سے سدا دل شاد ہوں یارب — ہمیشہ مال و دولت سے بھی بس آباد ہو یارب!
بنے شکرِ خدا منشی ضیاء اللہ خاں دولھا

(۹) شادیِ عزیزم مولوی زین العابدین صاحب منصف فرزند برادرم مولوی بدر الدین صاحب وکیل بھٹنی

شرعِ انتساب شادی فیضِ مآب شادی — ہے زین العابدیں کی کیا لاجواب شادی
بیہودہ رسم و بدعت بے شک عذابِ جاں ہیں — سنت کی پیروی ہو تو ہے ثواب شادی
مخمورِ خرمی اب مسرور اور ہوں گے — دینے کو ہے خوشی کا جامِ شراب شادی
ہیں دوست تو مزے میں دشمن بھی پائیں لذت — دشمن کا دل جلا کر دے کباب شادی
دولھا دولھن کو لیکر جائے گا مستقر کو — یارب! دولھا دولھن کے ہو ہمرکاب شادی
کیا وقت پر ہوئی ہے! کیوں وقت پر نہ ہو گی — عیش و نشاط سے ہے یہ کامیاب شادی
شادی سے شاد ہیں سب بوڑھے جوان بچے — جوبن پہ ان دنوں ہے تیرا شباب شادی
جو بات ہے انوکھی جو چیز ہے نرالی — ہے اپنی خوبیوں میں یہ انتخاب شادی
لطفِ شبِ ہنی موں کیونکر نہ ہو گا حاصل؟ — ہے جلوہ افگنی میں جب آفتاب شادی
دولھا پہ گو مرض کا حملہ ہوا تھا لیکن — شکرِ خدا کہ اسیر ہے فتح یاب شادی
سہرہ کسی نے لکھا طرہ کسی نے لکھا — آزاد نے بھی لکھی سن لو جناب! شادی

(۱۰) مبارکبادی شادی مولوی نوراللہ حسینی صاحب داماد حکیم الطاف حسین صاحب

فصل گل آمدن مبارکش باد — وصل بلبل شدن مبارک باد
بہر گل فرط خندۂ شادی — بلبلاں را چمن مبارک باد
کہ خدائی دوست نوراللہ — بہ حسین و حسن مبارک باد
شدہ نخل مراد بار آور — گل غنچہ دہن مبارک باد
غنچۂ آرزو شگفتہ شدہ — وصل با گلبدن مبارک باد
دوستاں را خوشی بود ارزاں — دشمناں را محن مبارک باد
گفت آزاد جدّتِ طبعم — رشکِ اہلِ سخن مبارک باد

(۱۱) نغمۂ شادی منشی غلام جیلانی صاحب مہر منشی

بزمِ عقدِ غلام جیلانی — منعقد شد بفضلِ یزدانی
دوستاں را خوشی شود ارزاں — دشمناں را بود گراں جانی
چشمِ بد دور مسند آرا شد — دوستِ ما غلام جیلانی
کردہ در بر لباس نوشاہی — گشت نوشہ بہ فضلِ سبحانی
حیف در شادیٔ مسلماناں — با خرد میکنند نادانی
آمدہ بس نکاح سنّت و فرض — از احادیث و نصِّ قرآنی
ایں رسوماتِ بد ہمہ بدعت — کردنش باعثِ پشیمانی
لیک در شادیٔ محبِّ من — شد بغارت رسومِ شیطانی
اتباعِ شریعتِ غرّا — آمدہ رونقِ مسلمانی
اتحادِ عروس و نوشہ باد — چوں زلیخا و ماہِ کنعانی

(۱۲) ایک صاحب نے خط لکھا تھا کہ بھائی کی شادی میں سہرا پڑھنے کیلئے بنا کر بھیجے اسکے جواب میں اشعار ذیل لکھے گئے

کوئی بت بنتا ہے اب باندھ کے سر پہ سہرا — کوئی جھک مارتا ہے اس کو سنا کر سہرا
باندھ کر سہرا جو بت بنتے ہیں انساں ہو کر — ڈال دیتا ہے مگر عقل پہ پتھر سہرا
میں کوئی جھوٹا ہوں؟ سہرے کی جو تعریف کروں — میں کوئی مالی ہوں؟ بھیجوں جو بنا کر سہرا
ہجو سہرے کی اگر دیکھنی ہو مد نظر — دیکھ لو لکھا ہے آزاد نے نیچر سہرا
آپ نے اس کو اگر دیکھا نہیں ہے صاحب! — دیکھ لو یہ بھی ہے اک تند مکرر سہرا

دنیا سازی

(۱) قصیدہ بوقت واپسی از نارمل سکول گفتہ شد

نارمل سکول آج بنا ہے دیکھو کیا رشکِ گلزار — بابو امرت لعل بی اے ہیں جسکے پرنسپل اور مختار
لائق فائق فاضل کامل عاقل دانا اور زیرک — باذل عادل باذل عالم نیک سیر اور نیک اطوار
ماہرِ فنِ ریاضی و حکمت واقفِ رازِ نہانِ نجوم — وقتِ تکلم خوش اخلاق اور وقتِ تعلم خوش گفتار
ہندو مسلماں دونوں پہ یکساں آپکے ہیں الطاف و کرم — آپ کی خوبیاں کب گنتی ہیں کر سکے انکا کون شمار؟
چھ چھ مہینے میتھڈ سیکھنے آپ نے بلوایا ہے اب — اعلیٰ اعلیٰ اُستادوں کو دے دے کر سالم ماہوار
آپکا اسٹاف آپکے جیسا محنت والا اور ہمدرد — ان میں خصوصاً ایک رن جسیہ ہے سارا دار و مدار
آدمی کیسا؟ ہے وہ فرشتہ معدنِ لطف و کانِ کرم — عمر میں اپنی ہم نے تو ایسا دیکھا نہیں انسان نہار
نام نامی اسم سامی انکا ہے پرکاش رام — ظاہر و باطن ایک ہے انکا نیک شعار و نیک شعار

اصغر علی صاحب کا وجود اس جا غنیمت ہے لیکن | گشتی پچپن سال سے یہ امید ہماری ہے بیکار
مولوی عبدالرحمن صاحب پاک طبیعت پاک سرشت | آپ ہیں واقعی پکے مسلماں آپ ہیں اک سچے دیندار
منشی فاضل مولوی فاضل منشی عالم میٹریکولیٹ | آنے لگے ہیں اب کے برس سے یہ تہذیب سکھنے بے تکرار
ماہر، ضامن، آزاد، امجد، عبدالحی، اکرام علی | سیفی، نامی، صفدر علی اور خواجہ محی الدین اکبار
آئے پہلی ششماہی میں بہر تعلیم یہ تہذیب | فخر کرے گر نارمل سکول آج تو ہے اسکا حقدار
خود بھی بہت کچھ سیکھ لیا اور لڑکوں کو بھی دی تعلیم | ہوگئی ان کی آمد گویا ایک کرشمہ اور دوکار
یعنی کچھ کچھ ہیئت سیکھی ٹیچنگ کا بھی کام کیا | کیوں نہ ہو؟ آخر ٹیچر ہیں یہ بھی تو لائق اور ہشیار
عقدۂ مالاینحل اکثر ہوگئے حل آسانی سے | ارض و سما کی جانی حقیقت دیکھ لیا سارا اسرار
شمس و قمر کی حالت دیکھی جانا وجہ کسوف و خسوف | دیکھ لیا سب سولر سسٹم یعنی سورج چاند ستار
سبع سیارہ کا مفصل حال سنا ہم نے جو یہاں | ہر اک کی گر شرح لکھیں ہم ہو جائیگا اک طومار
بابو صاحب کا بلوانا خالی از حکمت کب ہے؟ | اس سے ظاہر صاف ہیں ہم لوگوں کی ترقی کے آثار
آزاد اب کر ختم قصیدہ اور دعا کو ہاتھ اٹھا | تہ کر دفتر دیکھ نہ ہو اب قافیہ کی بیجا تکرار
نجم طالع بابو صاحب مہر فلک بنکر چمکے | رفعت حشمت میں ہو ترقی اور بڑھے یہ عز و وقار

(۳) قصیدہ در تعریف مولوی عبدالحق صاحب صدر مہتمم تعلیمات صوبہ میدک و مشیر تعلیمات

اے نظام آباد مڈل سکول علمی لالہ زار! | سینکڑوں ہیں پھول تجھ میں اور دس بارہ ہزار
یعنی تیرے طالب علم ایک سو ستر ہیں آج | اور دس بارہ ہیں ٹیچر تیرے لائق ہوشیار
اپنے اپنے کام میں ہیں سب کے سب چالاک و چست | وہ ہیں یکتائے زمانہ اور فخر روزگار
تیرے ہیں ہیڈ ماسٹر اک بی اے ایل ٹی نیک ذات | نام نامی ان کا مسٹر بال سندرم بدلیار
میں نے بھی دیکھے ہیں دنیا میں بہت ہیڈ ماسٹر | نیک دل ان کا سا دیکھا ہی نہیں میں زینہار
خوش ہیں سب چھوٹے بڑے تیری عمارت دیکھ کر | جو کہ اپنے رنگ میں ہے خوب صورت شاندار

ہے کھلا میدان اس بلڈنگ کی چاروں طرف — ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی رہتی ہے یہاں باد بہار
بچے رہتے ہیں ہمیشہ خوش دل و ترو تازہ دماغ — علم پڑھنا ان کو ہوتا ہی نہیں ہے ناگوار
نیک طینت نیک دل سے ہو رہیں تیرے مشیر — ان کے عمدہ مشوروں سے ہوگا تو عالی وقار
یعنی مڈل سکول سے بن جائے گا ہائی سکول — اور درخت آرزو ہو جائیگا یوں بار دار
کیوں نہ ہو؟ مولانا عبدالحق ہیں تیرے مہتمم — علم میں یکتا ہیں جو اور عالموں کے دوستدار
ان کو تعلیمات کے کاموں سے الفت ہے بہت — مستقل یہ مہتمم ہو جائیں اسے پروردگار!
ماسوا ان کے لیاقت جنگ ہیں تیرے معین — جو یہاں کے ہیں تعلقدار اوّل ذی وقار
اب انہی کے حکم سے سڑکیں بنیں گی دو طرف — اور بیٹھیں گے حفاظت کو تری دو پہرہ دار
پانی کا اک نل بھی تیرے سامنے لگ جائیگا — ہوگی قابل دیکھنے کے اس گھڑی تیری بہار

(۳) قصیدہ در تہنیت سرفرازی عہدہ جلیلہ معین المہامی امور مذہبی مولوی حضرت انوار اللہ خان بہادر

مولوی انوار اللہ صاحب! آپ بنے ہیں معین المہام — دن دونی حضرت ہو ترقی اور بڑھے یہ آپ کا نام
ایسا معزز عہدہ حضرت! آپ کو کیوں نہ عطا ہوگا؟ — آپ کا اعزاز آپکی وقعت جانتے ہیں سب خاص و عام
آپ ہیں اس خدمت کے لائق اور وہ قابل آپ کے ہے — آپ ہیں فخر قوم مسلماں اس میں نہیں ہے کوئی کلام
شاہ دکن کے استادوں میں اپنی نظیر آپ ہی ہیں — کس کو یہ رتبہ ہے حاصل؟ کس کو ملا یہ عالی مقام
احکام آپ کے ہونگے بیشک مبنی بر قرآن و حدیث — ملک دکن کے واسطے حضرت! آپ ہیں بس شیخ الاسلام
ہونگے فیصلے ایسے جیسے پانی کا پانی دودھ کا دودھ — ظلم نہ ہوگا ان شاء اللہ ہوگا بس انصاف سے کام
جس محفل میں ہووے ذکر قال اللہ اور قال رسول — اس محفل میں بے انصافی کیسے کر سکتی ہے قیام؟
اس دروازہ پر جو پہنچا پہنچے گا انصاف کو وہ — جائیگا اک ظالم ہی اس درگہ سے بے نیل و مرام
جاء الحق و زہق الباطل کفر گیا اسلام آیا — ان الباطل کان زہوقا کفر کا ہو گیا کام تمام
صورت کچھ ہے سیرت کچھ ہے کہتے کچھ ہیں کرتے کچھ — نام کے ہیں ہم صرف مسلمان کرتے ہیں کفار کے کام

قصہ کوتہ کفر سے نزدیک اور ہیں ہم اسلام سے دور ⁂ کفر ہمارا توڑیگا بس لیکر آپ اللہ کا نام
آپ کی ذاتِ والا سے مذہب کا ستارہ چمکیگا ⁂ کام کریں گے حضرت ایسے ہوگا کفر اسلام کا رام
آپکے وابستہ لوگوں نے آپ کو نذریں دیں لا کر ⁂ سُن کر آپ کی سرفرازی خوش ہیں سارے خاص و عام
آیا ہوں میں بھی لے کے قصیدہ خوش ہو کر دلمیں ہے یہ ⁂ ہو جائے مقبول اگر یہ واہ رے میں اور میرا کلام
پدرم سلطاں بود سے حاصل؟ ننگ مجھی بس نام سے ہے ⁂ نام بتائے آپ کو کیا بدنام کنندۂ نیکو نام؟
اپنوں ہی میں سے ہوں میں بھی غیر نہ سمجھیں آپ مجھے ⁂ ابتک اپنوں سے میں بھاگا تھا یہ میرا خیال خام
غائب تھا میں کل تک لیکن اب حاضر متکلم ہوں ⁂ بھولا اس کو کہتے نہیں جو صبح کا بھولا آئے شام
بیگانوں کی حالت یہ ہے غیر سے بھی کرتے ہیں سلوک ⁂ اپنوں کا یہ حال ہوا ہے اپنوں سے رکھتے نہیں کام
اپنا بیگانہ ہوتا ہے اپنوں سے ہو کر مایوس ⁂ لطف و کرم سے بیگانہ بھی اپنا ہو جاتا ہے غلام

(۴) قصیدہ در مدح جناب ناظم صاحب و مہتمم صاحب تعلیمات صوبہ وار صاحب گلبرگہ و تعلقدار صاحب ضلع رائچور بوقت افتتاح مڈل سکول

در شہرِ رائچور بنا شد مکانِ علم ⁂ خوش وضع و خوبصورت و بہتر چو شانِ علم
آیند از پئے طلبِ علم مردماں ⁂ کو عاشقانِ علم؟ کجا شایقانِ علم؟
از وسط رائچور اگرچہ کہ دور شد ⁂ لیکن بعید نیست ز ہم طالبانِ علم
کایند خیل خیل دریں درسگاہِ فن ⁂ گیرند فیضِ علم و فن از صاحبانِ علم
زاں صاحبانِ علم یک ارناچلم کہ ہست ⁂ فی الحال ہیڈ ماسٹر و نکتہ دانِ علم
ہم راماسامی است دگر یوگانندم است ⁂ جاری ست فیضِ شان ہمہ بر طالبانِ علم
ہر شے وتاتری و تکارام جیون ست ⁂ پرلہادراؤ نمیکل ست از نشانِ علم
آزاد و شمس دین و محمد حسین ہست ⁂ دیگر علاؤ دین کہ ہمہ فاضلانِ علم
امروز افتتاحِ ہمین درسگاہِ نو ⁂ خواہد شد آمدند ہمہ افسرانِ علم
کو افسرانِ علم؟ سراج الحسن کہ چوں ⁂ منظوم کرد لعل و درِ شاہگانِ علم

شد نثرِ علم را همه ناظم ز عقلِ خویش — رایش برائے پیکرِ علم ست جانِ علم
از نظم و آبیاریِ رایش چمن چمن — شاداب گشت سرو و گلِ بوستانِ علم
از نورِ آفتابِ خیالش جهاں جهاں — رونق دگر پدید شد اندر جهانِ علم
شمعِ کمالِ فضل سراج الحسن که شد — مهرش همه فروغ دهِ آسمانِ علم
یک درجۂ بزرگ چناں کامیاب شد — گوئی که برد گوئے سبق از جهانِ علم
هم صوبه دارِ صاحبِ گلبرگه گو شده — میخانۂ علوم را پیرِ مغانِ علم
کو صوبه دار ؟ یوسفِ دیں کاندریں جهاں — مشهور هست فاضل و کامل میانِ علم
اے صوبه دار یوسفِ دیں! چونکه یوسفی — گشتی عزیزِ علم توئی حکمرانِ علم
در ایں زماں تو صاحبِ علم ست و علم دوست — کو صاحبانِ علم؟ کجا دوستانِ علم؟
هر جا که خواهی علم خودش را رواں کنی — در دستِ خویش داری تو گویا عنانِ علم
تا دیر زنده باش تو در روزگارِ ما — باقی ست از وجودِ تو نام و نشانِ علم
دیگر جنابِ مولوی سید حسین کو — شد معدنِ فنون و هنر گشت کانِ علم
علمش چناں بسیط و محیط ست در جهاں — تا او نمی رسد همه وهم و گمانِ علم
هر درسگاه را همه آراست همچو باغ — از اهتمام خوب شده باغبانِ علم
چوں گشت بر مدارسِ گلبرگه مهتمم — گوئی بخوانِ علم شده میزبانِ علم
در اهتمامِ علم تو سرگرم گشته‌ئی — همراز دانِ علم توئی قدردانِ علم
هم زین العابدیں که به زین ست از جهاں — رونق فزائے جلسه شد و میهمانِ علم
اے زین العابدینِ ضلع دار رائچور! — بر تو عیاں شده همه رازِ نهانِ علم
بر کرسئ حکومتِ ما چوں نشسته‌ئی — بر پایۂ بلند رساں نردبانِ علم
پس چوں کنم نه مدحتِ ذاتت هزار بار؟ — نام و نشانِ علم توئی عز و شانِ علم
آزاد دُر فشانئ تو تا کجا رسد — آخر با ختتام رساں داستانِ علم

آمد و رفت

(۱) قصیدہ در خیر مقدم اعلیحضرت بندگانعالی نواب میر عثمان علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و حضور ورنگل

چو عثمانِ علیخان در ورنگل ایں زماں آمد — بگوئی در تنِ بے جاں عالم روح و جاں آمد
بہ یمنِ مقدمش سطحِ زمیں با آسماں ماند — کہ بر روئے زمیں ظلِّ خدائے دو جہاں آمد
دماغِ ساکنانش ہم باوجِ آسماں رفتہ — کہ ظلِّ حضرتِ ربّ العلا بر فرقِ شاں آمد
ز بے مہریِ مہرِ چرخِ گرداں نیست پروایم — ز راہِ مہرِ تاباں مہرِ شاہِ مہرباں آمد
تو شاد و رست دورِ شاہ عثمانِ زماں آمد — کہ عالم گشت مستغنی کہ گنجِ شائگاں آمد
زہے عثماں کہ عالم شد غنی از دستِ فیاضش — ہر آنکو بر درِ او رفت نالاں شادماں آمد
بدورِ میر عثمانِ علیخاں خسروِ جم جاہ — دریں ملکِ دکن بابِ حکومت حکمراں آمد
چہ فیضِ علم عثمانیہ یونیورسٹی دارد؟ — کہ ہر طفلِ دکن مثلِ فلاطونِ زماں آمد
دریں ایام خوش ہنگام شد آراستہ ملکش — تو گوئی اندریں بستاں بہارِ بے خزاں آمد
بنا فرمود صد ہا قصر ہائے آسماں فرسا — بہ تعمیرات گوئی بہتر از شاہِ جہاں آمد
دریں عثمان ساگر بند فرمود آبِ دریا را — بہ ہیما چوں سیلِ آبِ رودِ موسیٰ اندراں آمد
لبِ دریائے موسیٰ قصرِ انصافش ہمی گوید — بہ داد و عدل ہر آں کو رسید مدعیاں آمد
الٰہی! میر عثمان علیخاں تا ابد باشد — کہ ایں ہمنامِ عثماں فخرِ شاہانِ زماں آمد
الٰہی! آرزوئے دل برآر و کامگارش کن — کہ چوں از شاہ حاجاتِ رعایا کامراں آمد
مدام اولاد و آلش باو زیرِ سایہ اش آزاد — برائے دستگیری دستگیرِ بے کساں آمد

(۲) رائچور میں آغا کی آمد

مریضِ ہجر! مسیحا کی آمد آمد ہے — انیسِ ہمدم رشیدا کی آمد آمد ہے
نکل تو یاسِ تمنا کی آمد آمد ہے — دلوں میں عیشِ طرب زا کی آمد آمد ہے
کہ رائچور میں آغا کی آمد آمد ہے

لکھا ہے خط مجھے عبدالشکور رشید نے — کہ "رائچور میں کی ہے ترقی آغا نے
ہے لنگسگور سے تیار رائچور آنے" — تو دل لگا مرا فوراً خوشی سے یہ گانے
کہ رائچور میں آغا کی آمد آمد ہے

تھے رائچور میں احباب اک جگہ دو چار — جدا کیا ہے انھیں آسمان نے اک بار
لائیگا کبھی ان کو ضرور سرجن ہار — خدا کا شکر کرو دوستو! ہزار ہزار
کہ رائچور میں آغا کی آمد آمد ہے

نہیں اگرچہ کہ اب رائچور میں آزاد — وہ بھونگیر کو آکر گیا نظام آباد
مگر ہے پھر بھی اسے رائچور ہی کی یاد — یہ سن کے مژدۂ جاں بخش ہے وہ دل میں شاد
کہ رائچور میں آغا کی آمد آمد ہے

(۳) مسٹر راگھویندر راؤ ہیڈ ماسٹر مڈل سکول ہنگولی کی خوش آمدید

راگھویندر راؤ صاحب! ویلکم خوش آمدید — آپ کو کہتے ہیں خوش ہو ہو کے ہم خوش آمدید
خوش ہیں سارے ماسٹر اور خوش ہیں سب سکول بائز — سب خوشی سے کہہ رہے ہیں دمبدم خوش آمدید
آج نازاں ہے ہنگولی آگئے ہیڈ ماسٹر — ہر طرف اک شور ہے اے محترم! خوش آمدید
آپ کی آمد کا مدت سے تھا سب کو انتظار — آگئے اب آپ کے یاں پر قدم خوش آمدید
آپ کی آمد سے دل ہر ایک کا ہے باغ باغ — کیا عجب بولے ہنگولی کو ارم خوش آمدید

(۴) رمضان شریف کا استقبال

اے مبارک مہینے اے رمضاں! تو برس دن کے بعد آیا یہاں
مرحبا و یلکم خوش آمدے کیا کہوں تجکو! اے مرے مہماں!
ہم غریبوں کی کیا خصوصیت؟ تیری آمد تو سب پہ ہے یکساں
ہاں یہ سچ ہے امیر ہیں جتنے کھاتے پیتے مگن ہیں اور شاداں
لیکن ان میں بھی بعض ایسے ہیں جانتے ہیں کہ تو ہے مہماں
روزہ رکھکر نماز پڑھتے ہیں کرتے ہیں نیکیوں کے سامان
یوں تو سب پر ہے تیرا لطف عام ہم غریبوں پہ خاص ہے احساں
تیری آمد سے اپنے فاقے بھی بن گئے روزے ہم تری قرباں
تیری ہم کس لئے نہ قدر کریں؟ لَیْلَۃُ الْقَدْر تجھ میں ہے پنہاں

(۵) حضرت مولوی سید عبد العلی صاحب کوار ٹرانسپکٹر پولیس و میر مجلس یونین کلب نظام آباد

نونہال کلب میں یکجائی شہر یونین کو ہے لائی
واہ رے اتحاد کیا کہنا آج تیری ہے کارفرمائی
ممبروں میں ہے اتحاد ایسا ایک ہے دوسرے کا شیدائی
غیریت نام کو نہیں ان میں گویا آپس میں ہیں وہ سب بھائی
ہم نوالہ و ہم پیالہ ہیں اور دیوانہ شناسائی
ہیں وہ مست شراب یکجہتی دوستی کی ہے بادہ پیمائی
حسب معمول آج کے دن ہے ممبروں کی کلب میں یکجائی

ممبروں کا اگرچہ ہے مجمع — پر اداسی دلوں پہ ہے چھائی
کیونکہ عبد العلی پریزیڈنٹ — جن کے حصّہ میں آئی دانائی
حیدرآباد جاتے ہیں یاں سے — شاق ہے ان پہ اپنی تنہائی
ممبروں کو بھی رنج ہے اس کا — کیا کریں پر بجز شکیبائی
آج انہی کا وداعی جلسہ ہے — آج اس کی ہے بزم آرائی
یہ قیامِ کلب سے تھے ابتک — میر مجلس کلب کے شیدائی
ان کا نعم البدل خدا دیدے — تا کلب کی ہو عزت افزائی
ان کی تعریف کیا کرے آزاد — سب پہ ظاہر ہے ان کی دانائی
گو کہ وہ بھی ہے خادم الشعراء — طبع موزوں ہے اس کی آبائی
حیدرآباد ہے وطن اسکا — جس کا والی ہے حاتمِ طائی
اس سے وابستہ ہے تمام جہاں — لکھنوی دہلوی و مینائی
سب کے آخر میں ان سے کہتا ہے — چھوڑ کر اپنی خامہ فرسائی
یہ سفر رفتنت مبارک باد — بہ سلامت روی و باز آئی

(۶) ۳۰ شوال المکرم ۲۹ھ کو بوقت تبادلہ یہ الوداع یونین کلب نظام آباد میں پڑھی گئی

اے نظام آباد والو! الوداع — اے مرے سچے محبّو! الوداع
الفراق اے یونین نامی کلب! — اس کے ممبر! میرے پیارو! الوداع
آہ تاج الدین محمّد! الفراق — ممبروں کے پیارے بچو! الوداع
میرے بھائی مولوی عبد الرّشید! — مہربانی مجھ پہ رکھیو! الوداع
اے شبِ تاریکِ ہجراں کم ہیر — لٹ دی ایام طرب گو! الوداع
صدمۂ تنہائی کو میرا اسلام — لطف یکجائی سے کہدو! الوداع

یاس و حرماں سے کہو گڈ مارننگ ۔۔۔ اور امید و آرزو کو الوداع
رنج و غم درد و محن ! خوش آمدید ۔۔۔ شادیٔ عیشِ طرب جوا الوداع
آپ کہتے تھے مجھے کل ویلکم ۔۔۔ کہہ رہے ہیں آج مجھکو الوداع
یاد ہیں آزاد کو جس طرح آپ ۔۔۔ آپ بھی اس کو نہ بھولو الوداع
گر خدا چاہے ملونگا پھر کبھی ۔۔۔ زندگی باقی رہی تو الوداع

(۷) قطعہ روانگی مولوی علی مرتضیٰ خانصاحب بر خدمت تحصیلداری

کلب کو ہے افسوس اے چرخِ گرداں ۔۔۔ جدا اس سے ہوتا ہے اس کا ثنا خواں
بتاؤں تجھے کون ہے وہ ثنا خواں؟ ۔۔۔ یہ بیٹھے ہوئے ہیں علی مرتضےٰ خاں
بہت ان کو اخلاص تھا ممبروں سے ۔۔۔ دل و جاں سے تھے ہاں کلب کے یہ نگراں
کلب ان کا ہر وقت شاکر رہے گا ۔۔۔ گھڑی ان کی جو ہر گھڑی سے ہے نمایاں
بجا کر یہ ٹن ٹن شب و روز اس کو ۔۔۔ نہیں بھولنے دیگی ان کا یہ احساں
کلب کے تھے یہ نائبِ میرِ مجلس ۔۔۔ کلب اس شرف سے تھا ہر وقت نازاں
جدائی کا ہے ان کی گو رنج لیکن ۔۔۔ ترقی سے ان کی خوشی ہے فراواں
کلب کہہ رہا ہے کہ تحصیلداری ۔۔۔ مبارک ہو تم کو علی مرتضےٰ خاں!
اسی طرح کرتے رہو تم ترقی ۔۔۔ کہ گریاں ہو دشمن ترا دوست شاداں
مہادیو پور آج جاؤ خوشی سے ۔۔۔ خدا حافظ اللہ تمھارا نگہباں

(۸) قصیدہ الوداعی مسٹر ٹی سرینواس چاری مہتمم ضلع ورنگل بمدرسہ مڈل مٹھوہ ۲۹ ار فروردی سنہ ۲۳ ف

ہم کو رنج ہے بہت آج وا مصیبتا ۔۔۔ ٹی سرینواس چاری ہم سے ہوتے ہیں جدا!
دس یا بارہ سال سے مہتمم تھے وہ یہاں ۔۔۔ بلدہ میں تبادلہ انکا یاں سے ہو گیا

مدرسوں کا اہتمام انھوں نے جو کیا تمام — آپ صاحبوں پہ ہے من و عن کھلا ہوا
اور وہ ان کی خوبیاں جو ہیں آپ پہ عیاں — صورتِ آفتاب ہیں نور فزا و پرضیا
کارنامے ان کے سب آپ خود ہیں جانتے — میں کروں گا کیا بیاں؟ کیونکہ میں ہیچ داں ہیں نیا
بے تعصبی میں آپ اپنی وہ نظیر ہیں — اپنی بہ نسبت ان کو ہے بہت خیال غیر کا
ان کے نام نامی کے ڈنکے ہر طرف بجے — اِن کے علم و فضل کو ہے زمانہ مانتا
جتنے اس سررشتہ میں مہتمم ہیں آج کل — سب کے زیر اہتمام میں بہت ہوں رہ چکا
رہ گئے تھے بس یہی اس کی آرزو بھی تھی — وہ بھی پوری ہو گئی شکر ہے تیرا اے خدا!
لیک تھوڑے عرصہ میں اتفاق دیکھئے — ملنے بھی نہ پائے تھے ہو گئے جدا جدا
اس کا ملال جس قدر مجکو ہوا ہیں کیا کہوں؟ — اس کا رنج جس قدر میں کروں وہ ہے بجا
حیف اس ملاپ پر وائے اس جدائی پر — ہم ابھی ہنسے نہ تھے آنکھ سے آنسو گر پڑا
چونکہ ان کی جائے پر آئے ہیں کنھیا اب — دل کا دامن اس لئے رنج و غم سے ڈھل گیا
یہ بھی علم دوست ہیں صاحبِ علم فضل ہیں — یہ فدا ہیں علم پر علم ان پہ ہے فدا
صوفی صاف و باصفا نیک سرشت حق شناس — پاک باز و پاک دل خوش خصال بے ریا
کے کوٹیشورا ؤ ہیڈ ماسٹر ہیں جو — وہ سراپا خلق ہیں نیک مرد باخدا
سب سے ان کو ہے لگاؤ سب کو یہ عزیز ہیں — یہ ہر اک پہ ہیں فدا ہر ایک ان پہ ہے فدا
افسر ان سے خوش تو یہ افسروں سے خوش ہیں — اپنے شان کا خیال دل سے آپ کو رہا
خوبیاں ہیں بے شمار الغرض جناب کی — ختم کرتا ہوں میں اب خدا سے کرتا ہوں دعا
سب کی ہوں ترقیاں بامراد سب رہیں — دیر تک زمانہ میں سب کو رکھ تو اے خدا!

(۹) رخصتی بی سی پانڈیا صاحب فرمایش عبدالوہاب صاحب منیر منشی آبپاشی ضلع کریمنگر

آبپاشی والوں کو ہے رنج بس اس بات کا — آج انکا ایک افسر ان سے ہوتا ہے جدا

کون افسر؟ جن کا ٹیٹل بی۔ اے۔ یل ٹی آئی ہو — اور ان کا نام ہے مشہور ٹی۔ سی پانڈیا
اپنے ماتحتوں پہ تھے بس آپ بیحد مہرباں — آپ کے ماتحت بھی تھے آپ سے راضی سدا
آپ اپنے افسرِ بالا کو خوش رکھتے مدام — آپ سے ہر وقت خوش رہتا تھا افسر آپکا
الغرض ہیں آپ گویا افسرِ ہر دل عزیز — آپ سے راضی ہے ہر اک آپ کا چھوٹا بڑا
کیوں نہ ہو؟ ہیں آپ چونکہ اک شریف الخاندان — ہے طبیعت میں شرافت اور عالی حوصلہ
آپ ہی کا الوداعی آج یہ اٹ ہوم ہے — آپ کو گڈ بائی کہنے کو ہے سارا جمگھٹا

(۱۰) رخصتی خود بوقت تبادلہ از مٹھوارہ بہ ضلع کریم نگر

رخصت اے دوستانِ مٹھوارہ! — کوچ کا بج چکا ہے نقّارہ
کفِ افسوس مل رہا ہے ملاپ — پھوٹ کی آجکل ہے پو بارہ
پارٹی کو نظر لگی کس کی؟ — ہجر نے بزم میں قدم مارا
پہلے رخصت ہوا تھا یارِ عزیز — اب چلا میں غریب بیچارہ
حیدرآباد پھر کریم نگر — جاؤنگا با دلِ دو صد پارہ
ایک چکّر ہے پاؤں میں میرے — مجکو ٹھیراؤ کا نہیں یارا
شاق ہم سب پہ گو جدائی ہے — پر بجز صبر کے نہیں چارا

(۱۱) قطعہ الوداعی مولوی عبد العزیز صاحب سررشتہ دار محصول خانہ ورنگل جو اپنی اصلی خدمت امینی پر واپس ہوئے

اے مکرم مولوی عبد العزیز! — میرے ہمدم مولوی عبد العزیز!
پھر مبارک ہو امینی کی خوشی — تم کو جم جم مولوی عبد العزیز!
بے ریا و بے تکلف یار تھے — آپ اور ہم مولوی عبد العزیز!
آپ جیسے پاکباز اور راست گو — ہیں بہت کم مولوی عبد العزیز!

گو یہاں پر آپ تھے سررشتہ دار ق
پر برس ہا سے ہم مولوی عبدالعزیز!

کچھ حکومت کی رعونت کا نہ تھا
تم میں دم خم مولوی عبدالعزیز!

پنجتن میں رہ گئے ہم چار یار
ہو گئے کم مولوی عبدالعزیز!

اس جدائی کے قلق سے خلق ہے
چشم پر نم مولوی عبدالعزیز!

گو تمھاری اس جدائی کا ضرر
ہے نہیں غم مولوی عبدالعزیز!

اصلی خدمت تم کو ملنے کی خوشی
اس میں ہے ضم مولوی عبدالعزیز!

تم جہاں جاؤ وہاں ہر دم رہو
شاد و خرم مولوی عبدالعزیز

(۱۲) قطعۂ الوداعی مسٹر راجنا ڈاکٹر دواخانہ مکتھل

یہاں کے راجنا ڈاکٹر اب یہاں سے بلدہ کو جا رہے ہیں
اور اپنے یاروں کو جدائی کا تلخ کچھ پلا رہے ہیں

جدائی سے اپنی آپریشن کیا ہے زخمی دلوں کا لیکن
ترقی سے وہ جو جا رہے ہیں تو گویا مرہم لگا رہے ہیں

مرض کے دشمن یہ ڈاکٹر ہیں مریض کی لو لگی ہوئی ہے
مریض کوئی تڑپ رہا ہے تو آپ بیٹھے اٹھا رہے ہیں

نہ تھی انہیں اپنے گھر کی پروا ہمیشہ دن رات انکو دیکھا
مریض کے گھر کو جا رہے ہیں مریض کے گھر سے آ رہے ہیں

جو کوئی مرتا ہے جان و دل سے یہ اسکا کرتے ہیں پوسٹ مارٹم
مگر یہ عاشق مریض کے ہیں کہ ناز انکے اٹھا رہے ہیں

جو ان کے قائم مقام ہیں اب بڑے ہی ہمدرد ہیں وہ صاحب
وہ آ کے انکا غم جدائی ہمارے دل سے مٹا رہے ہیں

ہے اہل مکتھل کی خوش نصیبی جو آئے یعقوب خاں یہاں پر
ہم انکے آنے سے خوش ہیں بیحد خوشی سے خوشیاں منا رہے ہیں

(۱۳) قطعۂ الوداعی محمد عبدالرحمن خاں صاحب امین پولیس مکتھل جو حسب فرمائش سابق تعلقدار مذکور

کوتوالی کے سب انسپکٹر
عبدالرحمن خاں چلے ہیں گر

یاد ان کی رہیگی مکتھل میں
انکی ہیں یادگار یاں اکثر

اک بنایا انہوں نے ٹینس کورٹ
یاد کرتے رہیں گے بس پلیر

ماسوا اس کے کی چمن بندی ۔۔۔ باغ باغ ان کا ہوگیا دفتر
افسروں کو ہمیشہ خوش کرتے ۔۔۔ اپنا وہ سبز باغ دکھلاکر
ان کے دورے میں مستقر پر بھی ۔۔۔ واردتیں ہوی ہیں بس کمتر
وہ اُچکوں کے تھے بڑے استاد ۔۔۔ اور لٹیروں کے تھے وہ غارت گر
ڈاکوؤں کے بھی تھے گرو گھنٹال ۔۔۔ بدمعاشوں کو جانتے بہتر
چھوٹ جاتے تھے چھکے پنجوں سے ۔۔۔ پنجلے میں پھنستے ملزم گر
ساہ تھے انکے پاس ساہوکار ۔۔۔ چور چوری سے کررہے تھے گذر
ان کے جانے کا کس کو رنج نہیں؟ ۔۔۔ ان کے جانے سے غم نہ ہو کیونکر؟
ایک تو رنج ہے جدائی کا ۔۔۔ دوسرے یہ غضب ہوا اس پر
ہے تبدل مساوی تنخواہ سے ۔۔۔ نہیں اس میں ترقی کچھ مضمر
ان کو ہم خیرباد کہتے ہیں ۔۔۔ ہو مبارک انہیں یہ انکا سفر

(۱۴) قطعہ الوداعی مولوی عزیز اللہ شریف صاحب سپروائزر آبپاشی مکتھل و قمرالدین صاحب فورمین متعلقہ مذکور

کہیں کیا ہم! یہ کیسا جمگھٹا ہے؟ ۔۔۔ کہ غمگیں آج دل ہر ایک کا ہے
اُداسی ہر طرف پھیلی ہوی ہے ۔۔۔ دلوں پر رنج کی چھائی گھٹا ہے
عزیز اللہ شریف اب جارہے ہیں ۔۔۔ تبدل ان کا یاں سے ہوگیا ہے
جدائی کا ہے ان کی سخت افسوس ۔۔۔ کہ غم اس کا نہیں بے انتہا ہے
ہوی آنکھوں سے اپنی آبپاشی ۔۔۔ کہ مکتھل کا سپروائزر چلا ہے
خوش ان سے ان کے تھے ماتحت سارے ۔۔۔ خوش ان سے انکا ڈی ای بھی رہا ہے
شرافت نام سے ظاہر ہے ان کے ۔۔۔ شرافت کو شرف ان سے ملا ہے
ہے ظاہر اس سے بھی ہر دل عزیزی ۔۔۔ خوش ان سے اپنا بیگانہ رہا ہے

ترقی ان کو ہو دن دونی یارب! ہماری رات دن بس یہ دعا ہے
غنیمت ہے غنیمت ہے غنیمت گرو سامی بدل ان کا ملا ہے
یہی غم دل پہ کیا کم تھا کہ اس پر فلک نے اور اک چرکا دیا ہے
کہ قمرالدین صاحب نورمن کا تبدل بھی یہاں سے ہوگیا ہے
سُپر وِیزر سِپ چلے اور نورمن بھی قیامت ہے مصیبت ہے بلا ہے

(۱۵) قطعہ الوداعی سعادت علیخاں صاحب منتظم پولس صدر بازار ہنگولی

یہ کیا بدنصیبی ہے ہائے چرخ گرداں! ہنگولی سے جا سے سعادت علیخاں
یہ نٹھے سے جا کر دوبارہ تھے آئے ہوئے پاتھری جانے کے پھر یہ ساماں
غرض نوکری میں یہ کھڑبڑ لیاں ہیں کہ ہوتا ہے جس سے ملازم پریشاں
ہے افسوس احباب کو ان کے بیحد کہ ان کی جدائی ہے ان پر گرانجاں
سب افسوس کے ساتھ انہیں کہنے کو ہیں خدا حافظ اللہ تمھارا نگہباں

(۱۶) مثلث الوداعی فصیح الدین صاحب کوٹ انسپکٹر پولس ہنگولی

ہنگولی سے چلے ہو پر بھنی تم بڑے پیسے چلتے ہو اللہ غنی تم
خدا حافظ فصیح الدین صاحب! خدا حافظ فصیح الدین صاحب!
شرافت میں شرافت کی تھے گڑیا ظرافت میں ظرافت کی تھے پڑیا
خدا حافظ فصیح الدین صاحب! خدا حافظ فصیح الدین صاحب!
مدام احباب کو تم نے ہنسایا مگر جاتے ہوئے سب کو رُلایا
خدا حافظ فصیح الدین صاحب! خدا حافظ فصیح الدین صاحب!
نہ دیتے دشمنوں کو گالیاں تم سناتے بے نقط اور پھبتیاں تم

خدا حافظ فصیح الدین صاحب! | خدا حافظ فصیح الدین صاحب!

کرینگی یاد تمکو رنڈیاں بھی | ہیں فریادی تمھاری مچھلیاں بھی

خدا حافظ فصیح الدین صاحب! | خدا حافظ فصیح الدین صاحب!

بہت ہی صاف انگریزی تھے کہتے | فصاحت کے فقط دریا تھے بہتے

خدا حافظ فصیح الدین صاحب! | خدا حافظ فصیح الدین صاحب!

نہ آتے بال اور رہتا نہ چندہ | یہاں ٹینس کو باقی تم نے رکھا

خدا حافظ فصیح الدین صاحب! | خدا حافظ فصیح الدین صاحب!

تمھارے ہاتھ گویا دل لگی تھی | تمھارے ساتھ گویا دل لگی تھی

خدا حافظ فصیح الدین صاحب! | خدا حافظ فصیح الدین صاحب!

جدائی کا ہیں بیحد ہے افسوس | بہت افسوس ہے بلکہ صد افسوس

خدا حافظ فصیح الدین صاحب! | خدا حافظ فصیح الدین صاحب!

(۱۷) رضوی صاحب سپروائزر تعمیرات ہنگولی کا تبادلہ

مسٹر رضوی کا جو تبادلہ ہو گیا اس پر سے اغیار | کہنے لگے تھے چناں و چنیں پر جھوٹے نکلے سب اخبار

ان کے افسر نے بلوایا ان کو خوشی سے اپنے پاس | کیونکہ یہ تعمیر کے فن میں لائق ہیں اور تجربہ کار

بلکہ اس ڈسٹرکٹ میں بھی انکو لکھے ہیں لفظ یہی | اسکے علاوہ انکا ترقی سے بھی بڑھا یا عز و وقار

یعنی ہنگولی میں تھے سپروائزر یہ تعمیرات کے اب | جاتے ہیں جس جا وہاں یہ ہونگے ڈویژن کے مختار

کہتے ہیں احباب ترقی پر تو ان کو مبارکباد | لیکن انکی جدائی پر بھی رنج کا کرتے ہیں اظہار

(۱۸) قطعہ الوداعی بجناب رتن جی صاحب تحصیلدار و منظور احمد خاں صاحب مہتمم پولیس ہنگولی

منظور کی جدائی ہمکو نہیں ہے منظور | ان کی ترقی سے ہم اب ہو گئے ہیں مجبور

منظور منتظم سے سرکل جو ہو گئے ہیں — جائیں گے وہ وہاں پر جس جا ہوئے ہیں مامور
انکی جدائی سے دل اپنا کبھی ہے مغموم — ان کی ترقی سے دل اپنا کبھی ہے مسرور
دن دونی ہو ترقی منظور کو الٰہی! — اب ہم کو ہے یہ منظور اب ہمکو ہے یہ منظور
جاتے ہو جاؤ منظور! اللہ تمھارا حافظ — آنکھوں سے دور ہو گے دل سے نہ ہو گے تم دور
دشمن بھی تم سے خوش تھا گویا کہ تھا تمھارا — دل دشمنی سے خالی اور دوستی سے معمور
جانے کو ہیں رتن جی تحصیلدار بھی اب — ان کا تبادلہ بھی یاں سے ہوا بہت دور
مداح ہے ہنگولی سب انکے ہیں ثنا خواں — نیکی میں ہیں یہ معروف اور راستی میں مشہور
جیسے یہ پارسی ہیں ویسے ہی پارسا ہیں — یعنے ہیں سنگِ پارس ہیرا ہے جس میں مستور
"میں نے تبدل ان کا یاں سے کرا دیا ہے" — کہتا ہے ایک ژٹلی جو عقل سے ہے معذور
جھک مارتا ہے یوں ہی وہ دون کی ہے لیتا — اس کی مجال کیا ہے؟ اس کا کہاں ہے مقدور؟
سنتے ہیں اب تبدل برعکس ہو گیا ہے — ساری ہنگولی میں بس یہ ہو رہا ہے مذکور
آوازۂ جہاں بھی نقارۂ خدا ہے — ہوتا ہے بس وہی جو اللہ کو ہے منظور
یاروں میں ہو رہے ہیں جو نت نئے یہ جلسے — حاسد کے دل میں گویا بس پڑ رہے ہیں ناسور
آزاد کون ہے؟ گر پوچھے کوئی تو کہہ دو — عاجز سے ہے وہ عاجز مغرور سے ہے مغرور
اس کو نہ چھیڑ ظالم! اس کو نہ چھیڑ ظالم! — ہو جائیگی قیامت پھونکا گیا اگر صور

(۱۹) قطعۂ الوداعی مولوی کلیم اللہ خاں صاحب سررشتہ دار منصفی ہنگولی

اے سررشتہ دار صاحب! اے کلیم اللہ خاں — دل پھڑک اٹھا کیا ہے آپ نے وہ کام یاں
یعنے جسدم آپ کا یاں سے تبدل ہو گیا — آپ کو اٹ ہوم دینا چاہتے تھے سب یہاں
اس غرض کے واسطے معقول چندہ بھی ہوا — جلسۂ دعوت مرتب ہونے کو تھا ناگہاں
آپ سے سبط محمد کاظمی نے جب کہا — آج کل بٹنے کو ہے یاں مدرسہ کا اک مکاں

ہیں تعلقدار منصف جس کے دونوں سرپرست ‏ ان کے الطاف وکرم سے جس کا ہے نام ونشاں
وعدہ فرماتے ہیں وہ تنگا سات سو اس کام میں ‏ مولوی جعفر علی جو ہیں تعلقداریان
ان کی اس امداد سے مجکو قوی امید ہے ‏ مدرسہ اسلامیہ ہو جائے گا اب کامراں
آپ جیسے نیک دل حضرت کی دعوت کی رقم ‏ منتقل ہو جائے اس میں ہے یہی ارمانِ جاں
آپ نے سنتے ہی فرمایا مرے دل کی کہی ‏ میرے منھ کی بات گویا آپ کے ہے برزباں
اس سے بہتر اس رقم کا آجکل مصرف نہیں ‏ میں تو خوش ہوں کاش یہ منظور کرلیں میہماں
میزبانوں کو ہوا معلوم تو کہنے لگے ‏ ہم بھی اس میں خوش ہیں جسمیں خوش ہو اپنا میہماں
الغرض جتنی رقم تھی مدرسہ کو دی گئی ‏ ملتوی جلسہ ہوا دعوت کا بے وہم و گماں
اس ہنگولی میں ہزاروں الوداعی دعوتیں ‏ دوست احبابوں کو دیتے آئے ہیں تا ایں زماں
پر یہ دعوت سب پہ طرّہ ہوگئی آزاد آج ‏ نیک نامی کا رہا سہرا اسی کے سر یہاں
منصفی نے بھی کیا انصاف سے یہ فیصلہ ‏ قابلِ تقلید ہیں یہ میزبان و میہماں

(۲۰) الفراق یعنی رخصت خود از دوستان رائچور

اے مرے مخلص احبا! الفراق ‏ میرے پیارے میرے شیدا الفراق
جامعِ احباب تھا جو رائچور ‏ تفرقہ انداز ہے کیا؟ الفراق
یاد ہیں ہم کو گزشتہ صحبتیں ‏ ہائے کیسا جمگھٹا تھا الفراق
اب نہ وہ احباب ہی اپنے رہے ‏ اور نہ وہ جلسہ تماشا الفراق
مرزا صاحب آغا صاحب چل دیئے ‏ ہائے وہ فرمانا ان کا الفراق
دیکھکر ان کا یہاں سے چل چلاؤ ‏ جی مرا اکتا گیا تھا الفراق
میں نے خود چاہا تھا جاؤں بھونگیر ‏ جس کا اب نکلا نتیجہ الفراق
دوستو! خود کردہ را تدبیر چیست؟ ‏ مجکو بھی کہنا پڑا ادا الفراق

یاد رکھنا تم مدام آزاد کو وہ ہے اک خادم تمھارا الفراق
دور تو ہوتا ہے گو آنکھوں سے وہ دور تم دل سے نہ کرنا الفراق

(۲۱) پھر کیا ہے؟

میں نہ آؤنگا کہہ کے آجانا بیحیائی نہیں تو پھر کیا ہے؟
غیر کو اپنے ساتھ لے آنا بیحیائی نہیں تو پھر کیا ہے؟
بیچنا نام باپ دادا کا بیحیائی نہیں تو پھر کیا ہے؟
کام اوروں کا اور نام اپنا بیحیائی نہیں تو پھر کیا ہے؟
سنکھیا کھا کے زندگی کرنی بیحیائی نہیں تو پھر کیا ہے؟
کثرتِ ازدواج و لا ولدی بیحیائی نہیں تو پھر کیا ہے؟
اجتماعِ شریف و ارذل تر بیوفائی نہیں تو پھر کیا ہے؟
اپنی تعریف آپ ہی کرنی خودستائی نہیں تو پھر کیا ہے؟
راستبازی کو ترک کر دینا کج ادائی نہیں تو پھر کیا ہے؟
راستبازی سے صاف کہدینا یہ سچائی نہیں تو پھر کیا ہے؟

یادگارِ روزگار

(۱) قطعۂ تاریخ طبعِ جنتری مرتبہ انجمن اتحاد بابتہ ۱۳۲۲ہجری

اس جنتری نے کھول دیا حالِ سال و ماہ ہے اپنے وقت کی یہ حقیقت میں ایک ہی

آزاد سالِ طبع کا ہم نے کیا رقم ہاں جنتری ہے انجمن اتحاد کی

۱۳۲۲ھ

(۲) قطعہ تاریخ تولد فرزند برادرم مولوی ابو الرشید رشید احمد صاحب کیل الہ آباد

سحر جب میں بستر سے سو کر اُٹھا عجب خوشنما صبح کا وقت تھا
شجر سبز بختوں کے مانند تھے پرندوں کا تھا ہر طرف چہچہا
عجب شان اور رنا ز و انداز سے چلی آتی تھی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
کہیں تختہائے گلاب و سمن کہیں سبزہ تھا لہلہاتا ہوا
کھلاتی تھی غنچے نسیم سحر تھا خوشبو سے سب باغ مہکا ہوا
مساجد میں اللہ اکبر کا شور شوالوں میں گھنٹوں کا تھا غلغلہ
کہ اتنے میں پہنچی یکایک خبر ابو الرشد صاحب کو بیٹا ہوا
سنا جب کہ یہ مژدۂ روح بخش خوشی سے گئے ٹوٹ بندِ قبا
کہا طبع آزاد نے پھر یہ سال کہ فرزند ارشد تولد ہوا

۱۳۲۲ھ

(۳) قطعہ تاریخ تولد فرزند برادرم مولوی عبد الرشید صاحب وکیل نظام آباد

میرے مشفق کو ہوا ہے لڑکا غیرتِ یوسف و رشکِ خورشید
کہی آزاد نے تاریخ اس کی یہ تولد ہوا فرزند رشید

۱۳۲۲ھ

(۴) قطعہ تاریخ ملازمت خود

ہو گیا ہائے تو غلام آزاد گشت ترکی تو تمام آزاد
مفلسی نے کیا تجھے نوکر نہ رہا ہائے نو مدام آزاد
ہائے اس پیٹ پر خدا کی مار اس کے کارن ہوا غلام آزاد

نوکری نے کیا ذلیل تجھے ۔ کر کمینوں کو اب سلام آزاد
گو کہ تجکو ہے منصب و جاگیر ۔ پر کہیں گے تجھے غلام آزاد
جیسے زنگی کا نام ہو کافور ۔ ہیں غلام آپ اور نام آزاد
لکھی تاریخ نوکری میں نے ۔ کہ معلم بنا غلام آزاد

۱۳۱۷ ف

(۵) قطعۂ تاریخ تولد دختر نیک اختر مولوی نذیر علی صاحب

میں رائچور میں تھا مجکو دوست شیدا نے ۔ لکھا کہ پیدا ہوی دختر نذیر علی
تو ساتھ ہی یہ کہا میں نے مصرعۂ تاریخ ۔ نذیر علی کو مبارک ہمایوں ہے بیٹی

۱۹۰۰ء

(۶) قطعۂ تاریخ تولد دختر زن بدراہ

زن بدرا کہ مدتے مفقود ۔ از بر شوئے خویشتن شدہ بود
دخترے شد بآخر تشریں ۔ نیست علم از کہ ہست ایں مولود
گفت آزاد سال پیدایش ۔ دختر کیست القفا موجود

۱۹۰۶

(۷) قطعۂ تاریخ شادی مولوی محمد فصیح الدین صاحب قاضی زادہ بودھن

دوش ہاتف مرا ندا در داد ۔ چوں نشستی خموش اے آزاد!
ایں زماں گشت جوبلی نظام ۔ کہ خدا دار دشس دوا ماشاد
ایں زماں باد گار سالگرہ ۔ اگر بجشن بنا ہر خود بنہاد
ایں زماں بادشاہزادۂ ویلز ۔ حیدرآباد آمدہ دل شاد
ایں زماں شادی فصیح الدیں ۔ شد مقرر بفضل رب عباد
گوے بردہ بجشن نوشہ ما ۔ از عروسان خلخ و نوشاد

دوستاں را زمانۂ شادی — خاک در چشم دشمن و حساد
گفتم او را کزیں نوید نکو — چشم ما روشن و دل ما شاد
سال فصلی عقد او گفتم — کدخدائی تو مبارک باد

(۸) قطعۂ تاریخ عقد مولوی نور اللہ حسینی صاحب داماد نیک نہاد حکیم الطاف حسین صاحب

دوش مولانا رشید الدین خردمند و فہیم — مژدۂ شادی بمن آورد مانند نسیم
کاندریں ماہ جمادی دوم یوم الخمیس — عقد نور اللہ حسینی گشت با دخت حکیم
زیں نوید جانفزا با صد سرور و اہتزاز — اولاً کردم ادا شکر خداوند کریم
بعد ازاں حرف شکایت بر زبانم آمدہ — دوست او چوں نہ شد در محفل عقدش سہیم
دل ز پہلویم ندا در داد کای آزاد باش — خالی از حکمت نباشد جملہ افعال حکیم
بے خبر بودند یاران دگر ہم مثل تو — خود نبودہ حضرت نوشاہ از عقدش علیم
از شکایت لب ببند و سال تاریخش بگو — عقد نور اللہ حسینی شد ز الطاف رحیم

(۹) قطعۂ تاریخ خریدی مکان برادر اکبر جناب مولوی سید اعظم حسینی صاحب اطہر

خریدہ مکاں اطہر نیک نام — دریں بہمن و ماہ ذیقعدہ را
سنش مصرعۂ اول و چاریں — مکانے خرید اطہر با صفا

(۱۰) قطعۂ تاریخ تولد پسر دوم مولوی سید ابراہیم صاحب جاگیردار بلی

گفتم چہ خبر؟ اے خرد صاحب تدبیر! — گفتا کہ بر آمد پسرا و دربے پیر
گفتم ز کجا آمدہ مریخ ستم کیش؟ — گفتا بہماں چرخ کہ نامش شدہ تقدیر
گفتم کہ بلے یک نہ شدہ دو شاہ امروز — گفتا کہ ترا چہ؟ بنصیبش شدہ تقصیر

گفتم کہ درین گفتن تاریخ چہ گوئی؟ | گفتا کہ درین کار نشاید زتو تاخیر
گفتم کہ چہ باشد سن پیدایش مولود؟ | گفتا کہ ہمین جملہ کہ "غارت کن جاگیر"
۱۹۰۵ء

(۱۱) قطعہ تاریخ کامیابی اخویم مولوی رشید الدین احمد صاحب در وکالت درجہ سوم

اخویم منشی رشید الدین چوں شد کامیاب | در وکالت این زماں از فضل خلاق جلیل
سال تاریخش بگفت آزاد از فرط خوشی | معدن احساں رشید الدین احمد شد وکیل
۱۳۱۶ ف

(۱۲) قطعہ تاریخ پیدائش فرزند مولوی عبدالسلام خان صاحب برادر حقیقی خود

بیٹا ہوا ہے پیدا عبدالسلام خاں کو | دل کو مرے خوشی ہے فرحت ہی میری جاں کو
ہم سب کی آرزو اب بر آئی یا الٰہی! | بچے کو رکھ تو اچھا اور اس کے باپ ماں کو
لذت زبان پائے لطف بیاں بھی آئے | شیریں کرو دہاں کو شیریں کرو زباں کو
تنہا نہیں ہوں بھائی! آمین گو بھی ہیں اور | جو ہاں ملا رہے ہیں اب میری ہاں میں ہاں کو
آزاد نے لکھی ہے تاریخ اس کی اچھی | بیٹا ہوا وہ پیدا عبد سلام خاں کو
۱۳۴۷ھ

(۱۳) قطعہ تاریخ وفات استادی مولانا مولوی حافظ عزیز الدین صاحب مدرس مدرسہ قصبہ ایلان

گوییم از دور سپہر سفلہ پرور تا کجا؟ | کرد دانا را امثال دانہ ہمچو آسیا
شد تہ بحر فنا افراسیاب از اس آب | کہ سکندر گشت اسکندر بقعر چاہ گدا
گیو را در گو فکند و دار را دار اشکست | گاہ رویں تن شدہ رویین تن از دست قضا
مولوی و حافظ قرآں عزیز خاص و عام | گفت بدرود از جہاں سوئے جناب کبریا
گفت آزاد حزیں سال وصال آنجناب | رفت عزیز الدین والدنیا سوئے دار بقا
۱۳۴۴ھ

تمت بالخیر